THE
YOUTH PARLIAMENT OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, April 20, 2012
(4th Session)
No. 05
(Nos. 01-05)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran……………………..	1
2.	Call Attention Notice……..…………………………..	
3.	Resolution ……………………………...…………..	

(Prepared by the Reporting Section Senate of Pakistan)

YOUTH PARLIAMENT
DEBATES

Wednesday, April 20, 2012

The Youth Parliament met in the Margalla Hotel, Islamabad at 9:30 a.m. in the morning with Madam Deputy Speaker (Sarah Abdul Wadood Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِا للّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

Madam Speaker: Ms. Seep Akhtar Channer and Mr. Mohammad Zafar Siddique, Mr. Ubaid Ur Rehman, Mr. Saleem Khan, Mr. Omair Najam and Mr. Waquas Ahmed would

Ms.Seep Akhtat:

”This House is of the opinion that in order to fulfill our energy requirements, Iran-Pakistan gas pipeline should be completed by 2014 without taking international pressure as we are in dire need of energy. Besides generating 5000 MW of electricity to plug the electricity shortfall, this project holds critical and strategic importance for Pakistan“.

We all know that Pakistan has been on a quest for Iran-Pakistan pipeline which has been embedded in the geopolitics of energy. This project is a feasible and doable project but sadly it has been lingering since 1995 when an MOU was signed to construct the pipeline.

یہ پائپ لائن بنیادی طور پر natural gas deliver کرنے کے لیے ایران، پاکستان اور انڈیا کے لیےdesign کی گئی تھی۔ اس کو IPI کہا جاتا تھا۔ یہ gas field --- south سے start ہونی تھی it would pass from Bandar Abbas to Sui to Multan and finally to Delhi at an estimated cost of 7.5 billion dollar. اس کو peace pipeline کا نام دیا جاتا تھا because there was hope کہ یہ اس region میں peace لے کر آئے گی۔ اسی وجہ سے 2003 میں ایکform working group to move this project, کیا گیا

تھا۔ اسلام آباد نے تہران کو واضح طور پر بتا دیا تھا کہ if India does not take this forward then we are going to pursuit as an independent project. انڈیا نے 2007 میں over concerns of price and security, back out کر دیا تھا لیکن کل ہی Blue Party کی ایک ممبر بتا رہی تھیں کہ انڈیا نے دوبارہ join کر لیا ہے so may be things change. Now in spite of US opposition, Pakistan Iran signed an agreement for this pipeline on March, 16. The presidents of the two countries have signed inter governmental framework declaration sign کیا تھا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ پاکستان میں energy crisis کا کیا حال ہے۔ ہمارے گھروں میں بجلی نہیں ہوتی۔ On a personal note in my home in Karachi چار،چار گھنٹے تک بجلی نہیں ہوتی۔ ہم نہ پڑھ سکتے، نہ کچھ کھا سکتے ہیں، نہ ٹی وی دیکھ سکتے ہیں بلکہ ٹھنڈا پانی بھی نصیب نہیں ہوتا۔ Now we have to realize that we need energy and we should stand firm to get it from where ever we can without coming under anybody's pressure. ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم 2014 اس project کو مکمل کر لیں ورنہ ہمیں بہت سی penalties pay کرنی پڑیں گی۔ اب ہم اس project کے پیچھے کیوں بھاگ رہے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ 5000 MW power generation کو support کرے گی جو obviously power shortage crisis کو overcome کرے گا۔

ہم جو agony suffer کر رہے ہیں، ہمیں اس میں نہیں جانا پڑے گا۔ اس کا current status یہ ہے کہ out of the 2775 kilometer pipeline, ایران کی طرف سے 907 kilometers complete ہو چکی ہے۔ Pakistan is trying to arrange finances from a Russian company gas, luckily that is agreed to give us finances and 7th April of this year, this agreement was signed. ہم سب امید کرتے ہیں کہ یہ project ہمارے لیے ایک saving grace کے طور پر کام کرے گا۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد ظفر صدیق صاحب۔

جناب محمد ظفر صدیق: میڈم سپیکر! جب تک پاکستان میں ایسی قیادت نہیں آتی جو political will رکھتی ہو، national vision رکھتی ہو کہ پاکستان کے اندرونی resources استعمال کرتے ہوئے پاکستان کے energy crisis solve کر سکتے، تب تک پاکستان کو energy generate کرنے کے لیے بیرونی ممالک سے fuel import کرنا پڑے گا۔ اس صورتحال میں ایران پاکستان گیس پائپ لائن سے بہتر

کوئی opportunity available نہیں ہے۔ اس کے علاوہ gas pipeline diplomacy سے دونوں ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہوں گے۔ مشکل وقت میں ہم ان کا ساتھ دیں گے، وہ ہمارا ساتھ دیں گے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ 1965 کی جنگ میں ایران نے ہمارے لیے strategic depth کا کردار ادا کیا تھا۔ جنگ کے دوران انہوں نے ہمیں gasoline and aviation fuel provide کیا تھا۔ اس کے علاوہ ہمارے civilian plans Iranian airports پر رکے تھے۔ اس پائپ لائن کے مکمل ہونے سے سندھ اور بلوچستان کے backward areas کے لوگوں کو روزگار میسر ہو گا۔ ہمارے petroleum minister کے مطابق اگر ہم ایران سے آنے والی گیس استعمال کریں گے تو ہم 1.735 billion dollar سالانہ بچا سکیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم initial investment ایک سال میں ہی حاصل کر لیں گے۔ پاکستان کے لیے یہ win win situation ہے لیکن امریکہ کہتا ہے کہ ایران پر sanctions لگی ہوئی ہیں، اس کے ساتھ کوئی trade نہیں ہونی چاہیے۔ میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ international sanctions نہیں ہیں۔ یہ United Nations کے chapter 7 کے تحت نہیں لگیں۔ ہم follow کریں یا نہ کریں ہم bound نہیں ہیں۔ ہمیں دنیا کو سمجھانا ہے کہ ایران پاکستان گیس پائپ لائن پاکستان کی survival کا مسئلہ ہے۔ ہم وہ کریں گے جو پاکستان اور اس کے عوام کی بہتری میں ہو گا۔ ہم کسی کی dictation, direction نہیں لیں گے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے US directions نہ مانیں تو ہم پر sanctions لگ جائیں گی۔ 2003 میں جب عراق کی جنگ ہوئی تو اس پر UN کی sanctions لگی ہوئی تھیں۔ US نے ہمیں کہا کہ عراق کے خلاف اپنی فوجیں بھیجو، ہم نے دنیا کو سمجھایا کہ پاکستان عراق میں فوجیں بھیج کر ان کے خلاف جنگ لڑے یہ ہمارے interest میں نہیں ہے۔ ہم نے فوجیں نہیں بھیجیں، ہم پر کوئی sanctions نہیں لگیں۔ اس لیے ہمیں ڈر کی بنیاد پر اپنی policies نہیں بنانی، ہمیں پاکستان کے interest میں اپنی policies بنانی ہیں۔

جہاں تک انڈیا کا تعلق ہے ، انڈیا نے US کے under pressure اس project سے withdraw نہیں کیا بلکہ اپنے interest and negotiations سے with draw کیا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے energy crisis کو پورا کرنے کے لیے civil nuclear treaty agreement کر لیا ہے - اب وہ nuclear technology استعمال کریں گے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ جناب عمیر نجم صاحب۔

جناب عمیر نجم: میڈم سپیکر! شکریہ۔ قوموں کی تاریخ میں ایسے مواقع بہت کم آتے ہیں کہ جہاں پر فیصلے کرنے سے قوموں کی زندگی بدل جاتی ہے۔ میرے خیال میں پاک ایران گیس پائپ لائن ایک ایسا منصوبہ ہے کہ اگر وہاں پر ہم دور اندیشی، خودمختاری اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک stand لے لیں تو اس سے یہ ہو گا کہ پاکستان کی economic and energy crisis کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے اور پاکستان آنے والے بہت سے سال کے لیے energy میں خود کفیل ہو جائے گا۔ پاکستان کے لیے یہ چیز immense importance کی ہے ۔ محترمہ سپیکر! پاکستان ایک sovereign state ہے اور اس کے پاس پورا اختیار ہے کہ وہ اپنی integrity کا خیال رکھے اور اس حفاظت کرے لیکن پاکستان کے ساتھ دنیا کی super power امریکہ نے ہمیشہ double standard روا رکھا ہے۔ اس کو جب ضرورت ہوتی ہے پاکستان کو ہر کام کرنے کی اجازت دے دیتا ہے اور جب اس کو لگتا ہے کہ یہ کام پاکستان کی بہتری کے لیے ہے، وہ ایک ایسے منصوبے کو جس کی وجہ سے پاکستان کی energy defeciecy ختم ہو سکتی ہے، اس کو defer کرتا ہے اور pressurize کرتا ہے اور ساتھ انڈیا کو کہتا ہے کہ وہ اس کسے back out کرے۔ اس کے ساتھ وہ economic sanctions لگانے کی دھمکی بھی دیتا ہے۔ وہ اس چیز کو کیوں مدنظر نہیں رکھتا کہ West جو اس کا سب سے بڑاally ہے، وہ ایران سے سب سے زیادہ oil purchase کرتا ہے۔ وہاں تو کوئی economic sanctions نہیں ہیں لیکن پاکستان کے لیے double standard کیوں ہے؟

محترمہ سپیکر!پاکستان کو ہمیشہ اپنی strategic situation cash کرانے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی جو location ہے، اس کو وہ کبھی بھی cash نہیں کرا سکا۔ اگر تاریخ میں دیکھا جائے تو جب عراق کے ساتھ امریکہ کی جنگ ہوئی تو مصر نے وہاں پر اپنی صورتحال کو cash کرایا اور اپنے جتنے بھی قرضے تھے، سب کو معاف کرا لیا۔ پاکستان کی یہ صورتحال ہے کہ وہ ان کو صحیح طور پر reschedule بھی نہیں کرا سکا۔میڈم سپیکر! اگر امریکہ پاکستان کو اس اہم معاہدے سے روکتا ہے تو وہ پاکستان سے ایک اہم معاہدہ کیوں نہیں کرتا جس کا اس نے انڈیا کے ساتھ معاہدہ کیا ہے یعنی Civil Nuclear Treaty پاکستان کے ساتھ بھی کیا جانا چاہیے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب عبید الرحمٰن صاحب۔

جناب عبید الرحمٰن:شکریہ، سپیکر صاحبہ۔ ہم جب ایران پاکستان gas pipeline کی بات کرتے ہیں تو ہمارے پاس facts and figures ہونے چاہییں کہ کس وجہ سے پاکستان کی security, viability کے لیے یہ ایک strategic asset کے طور پر یہ ضرورت بن گئی ہے کہ پاکستان ایران سے گیس لے۔ اس حوالے سے دیکھیں کہ textile and fertilizer sectors ہر سال 20% میں جا رہے ہیں۔ KESC 25% gas consume کر پا رہا ہے کیونکہ آپ کے پاس capability نہیں ہے کہ آپ اس کو gas provide کر سکیں۔ ہر سال 10 to 15% gas shortage ہو رہی ہے۔ آپ کو اس کا cumulative effect نظر آتا ہے کہ ہر سال 2% loss ہو رہا ہے اگر آپ energy sector کو گیس نہیں دیتے اور ماضی میں جو policies بنائی گئیں، اس میں gas sector کے حوالے سے بہت زیادہ conversion آئی ہے۔ Industries کے ساتھ ساتھ سارا transportation sector CNG پر منتقل ہو گیا ہے۔ اس لیے پاکستان میں energy کی grave shortage ہے۔ موجودہ دور میں اس strategic asset کی protection لیے آپ force use کرتے ہیں۔ امریکہ کا ایک doctrine ہے کہ اگر آپ اس کی energy suppliesکو روکتے ہیں تو وہ act of war consider ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی یہ سوچ آنی چاہیے کہ ہماری viability کے لیے یہ کتنی اہم ضرورت ہے۔ یہ دیکھنے والی بات ہے کہ کیا ایران کے پاس ایسے gas reserves ہیں اورپاکستان کے پاس کتنی shortage ہے۔ پاکستان کے پاس 40 to 50 trillion cubic feet gas موجود ہے اور State Bank of Pakistan کی report کے مطابق پاکستان میں موجودہ حالت میں اپنے آدھے سے زیادہ ذخائر استعمال کر چکا ہے۔ اس وقت پاکستان کے ذخائر conservative estimates کے مطابق 2025 تک چل سکتے ہیں اور اس کے بعد یہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ اگر آپ کی population and consumption rate بڑھتا رہا تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پاکستان کے لوگ کہاں جائیں گے۔

آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ 1998 سے gas exploration کا شعبہ neglect ہوتا رہا ہے اور کوئی بڑی gas field discover نہیں ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ہاں جو provincial contribution towards the gas ہے، اس میں بھی drastic تبدیلی آئی ہے کہ بلوچستان کے gas reservoirs ختم ہوتے جا رہے ہیں اور وہ اس وقت صرف 20% contribute کرتے ہیں اور ہم 71% گیس سندھ سے لے رہے ہیں۔ یہ بھی پاکستان میں بے چینی کا سبب بن رہا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ ایران

کے پاس کتنے gas reservoirs ہیں اور کیا ایران ہماری ضرورت پوری کر سکتا ہے اور کرنا چاہیے۔ ایران کے پاس 900 trillion cubic feet gas موجود ہے اور وہ 750 million cubic feet gas export کرتا ہے۔ اس کے contacts آرمینیا، جارجیا اور ترکی سے ہوتے ہوئے European Union سے جا ملتے ہیں اور یہاں سے ان کی گیس باہر کی مارکیٹ میں جاتی ہے۔ پاکستان کو اگر ایران کی مارکیٹ تک رسائی ملتی ہے تو پاکستان ایران کے ساتھ جارجیا، آرمینیا اور عراق کی طرف سے بھی gas import کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ یہ معاہدہ کیوں اہم ہے؟ یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ اگلے پچیس سال تک gas security فراہم کرتا ہے۔ آپ کو پچیس سال کی جتنی بھی ضرورت ہو گی تو انشاء اللہ آپ کو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ اگر آپ کو alternate کے طور پر nuclear energy دی جاتی ہے تو civil nuclear معاہدہ بھی بہت مہنگا ہے اور ترکمانستان سے gas pipeline کی بات کی جاتی ہے تو وہ بھی بہت مہنگا ہے۔ امریکہ ایک اور alternate دیتا ہے وہ قطر کی طرف سے Liquefied Natural Gas لانے کی بات کرتا ہے لیکن یہاں پر LNG کا کوئی set up نہیں ہے کہ اس کی distribution کس طرح سے ہو گی اور وہ کس طرح سے industries میں تقسیم ہو گی۔ لہذا ہمارے پاس only viable alternate جو ہمارا strategic asset رہ جاتا ہے ، وہ ایران پاکستان گیس پائپ لائن ہے۔ اس کے علاوہ یہ معاہدہ پچھلے بیس سال سے اسی طرح سےپس و پیش کا شکار ہے۔ یہ معاہدہ 1994 سے شروع ہوا تھا اور ہم آج بھی پس و پیش میں مبتلا ہیں۔ ہماری resolution میں 2014 کی بات اس وجہ سے کی گئی ہے کہ 2009 میں یہ معاہدہ باقاعدہ دستخط ہو چکا ہے۔ ایران کی طرف سے اکیس سو کلو میٹر پائپ لائن بچھائی جانی تھی، وہ اپنی طرف سے انیس سو کلو میٹر پائپ لائن بچھا چکے ہیں۔ پاکستان کی طرف سے صرف ایک ہزار کلو میٹر پائپ لائن بچھائی جانی تھی ، اس میں سے پانچ سو کلو میٹر بچھائی جا چکی ہے، اب سوال یہ ہے اس کو مکمل کیا جائے۔

Mr. Attiq-ur-Rehman: Point of Order.

میڈم ڈپٹی سپیکر: عبید الرحمٰن صاحب، آپ تشریف رکھیں۔

جناب عتیق الرحمن: میں facts ٹھیک کرانا چاہتا ہوں کہ یہ نو سو کلو میٹر تھی۔ میں اس resolution میں ایک change چاہتا ہوں۔ یہاں پر --

Madam Deputy Speaker: On a point of order, how can you change this?

جناب عتیق الرحمن: میں یہ change کرانا چاہتا ہوں کہ ان کی 900 km complete ہو چکی ہے and they are supposed to complete 1100 km.

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد تیمور شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ: شکریہ، میڈم سپیکر۔ جو resolution پیش کیا گیا ہے، اس پر یقیناً اپوزیشن کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہو گا کیونکہ ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ ملک کے مسائل حل ہوں۔ ہم نے energy crisisکو maintain and deal کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم ایران سے جو گیس لے رہے ہیں، اس کے لیے ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ ہمارے پاس دیگر کیا sources ہیں۔ Iran, Pakistan gas pipeline, immediately we should pursue it, without any external pressure. ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہمارے ملک کی آبادی اور اس کی demand کس طرح سے بڑھ رہی اور ہمارے ملک کی industrialization کس طرح سے بڑھ رہی ہے۔ ہمارے ملک میں thermal energy سے جتنی بجلی پیدا کی جاتی ہے اس کا ایک بڑا حصہ natural gas سے پیدا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سے fertilizer companies, textile industry اور اب تو generators بھی natural gas پر shift ہو رہے ہیں۔ ہم Iran, Pakistan pipe line کو pursue کریں لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیگر projects کو بھی pursue کریں۔ Thank you very much.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب سلیم خان صاحب۔

جناب سلیم خان: میڈم! میں جو باتیں کرنا چاہتا تھا وہ سب ہو گئی ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب وقاص احمد صاحب۔

جناب وقاص احمد: میڈم سپیکر! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے ہمیں اس پر غور کرنا ہو گا کہ ایران اور پاکستان کے شروع سے ہی اچھے تعلقات رہے۔ ایران پاکستان کو accept کرنے والا پہلا ملک تھا اور پاکستان پہلا ملک تھا جس نے ایرانی revolution endorse کیا تھا۔ ایران گیس پائپ لائن کا idea 50's میں ہی آ گیا تھا۔ ملک آفتاب احمد ایک نوجوان civil engineer تھے، انہوں نے ایک paper لکھا تھا جو mid 50's میں Persian pipeline کے نام سےشائع ہوا تھا ۔ اس کا source ہے Iran, Pakistan peace pipeline by Dr. Noor ul Haq. امریکہ جو ہم

پر قدغن لگانا چاہتا ہے کہ آپ ایسا نہ کیجیے، ہم اگر اس کی بات کرتے ہیں تو امریکہ ہمارے اندرونی معاملات اس طرح سے discuss نہیں کر سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کوئی قانون نہیں ہے کہ امریکہ یہاں آ کر ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کرے۔ یہ ہمارا مسئلہ ہے اور ہم اس کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان پہلا ملک نہیں ہے جس نے ایران کے ساتھ گیس پائپ لائن کا معاہدہ کیا ہے۔ ایسے بہت سے ممالک ہیں،جن میں European countries بھی شامل ہیں۔ میں ترکی اور آرمینیا کا نام لوں گا جو پہلے سے ہی معاہدہ کر چکے ہیں اور وہاں پر ایران سے گیس جا رہی ہے۔

ایک دفاعی تجزیہ نگار Con Coughlin,19-2-2012کے Daily Telegraph میں لکھتے ہیں کہ اگر پاکستان یہ معاہدہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے سب سے زیادہ feasible یہ ہو گا کہ اس project میں انڈیا یا چین میں سے کسی ایک کو ضرور شامل کرے کیونکہ اگر کل کوئی problem بھی ہوا تو اس وجہ سے اس problem کی intensity reduce ہو جائے۔ یہ بہت اہم بات ہے، اس پر ہمیں ضرور غور کرنا چاہیے۔ ابھی بتایا گیا ہے کہ اس میں انڈیا شامل ہو چکا ہے تو یہ خوشی کی بات ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب کاشف بدر صاحب۔

جناب کاشف یوسف بدر: شکریہ، محترمہ سپیکر صاحبہ۔ With due respect, I just want to add one thing apart from Iran, Pakistan gas pipeline.

Madam Deputy Speaker: No, should not be apart from it.

جناب کاشف یوسف بدر: ہماری Economic Coordination Committee میں last weekعبدالحفیظ شیخ صاحب کے ایک draft کو approve کیا ہے جو agreement ہے۔ اس کا نام TAPI ہے، Tajikistan, Afghanistan, Pakistan, India gas pipeline. ایران جو ہمارے ساتھ گیس پائپ لائن کا agreement کر چکا ہے ،اس سے اس کے rates 8% cheap ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں انڈیا eagerness show کر رہا ہے مگر ایران والی میں back out کر گیا ہے کیونکہ یہ US backed ہے۔

Madam Deputy Speaker: Ok, but right now we are talking about Iran, Pakistan gas pipeline. So we should strict to it. Thank you. Najeeb Abid Sahib.

جناب نجیب عابد: شکریہ، میڈم سپیکر۔ میں اس پر زیادہ وقت نہیں لوں گا مگر بلوچستان سے ہونے کے ناطے میں یہ بتانا چاہوں گا

کہ اس پائپ لائن کی بلوچستان کی تین جگہوں پر اس کی identification کہ کہاں سے cross کرے گی۔ یہ تفتان، پنجگور اور جیونی بارڈر ہے۔ میں اگر بلوچستان کے حوالے سے بات کروں تو اس کے بہت سے فائدے ہیں۔ بلوچستان کی اتنی بڑی زمین استعمال ہونے کی وجہ سے بلوچستان کو جو royalty ملے گی ، وہ بلوچستان کی حکومت کے لیے بہت فائدہ مند ہو گی۔ مگر پہلے confidence building measures ہونے چاہییں کیونکہ بلوچستان کے جو حالات ہیں، وہ اس کو آسانی سے نہیں آنے دیں گے۔ لہٰذا اگر اس کو کامیاب کرنا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ کامیاب ہو کیونکہ بلوچستان، گوادر کے مسائل بھی حل ہوں گے اور گوادر کو energy ملنے کی وجہ سے وہ Central Asia کی بہترین بندرگاہ بن جائے گا۔ اگر بلوچستان کی سرزمین کو امن و آشتی کا گہوارہ بنایا جائے تو اس پائپ لائن کے نتیجے میں پاکستان بے حد ترقی کر سکتا ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب حسیب احسن صاحب۔

جناب محمد حسیب احسن: میڈم سپیکر! شکریہ۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ ہمارے ملک میں energy crisis کس حد تک بڑھ چکا ہے۔ ہماری بدقسمتی رہی ہے کہ گزشتہ آٹھ سالہ so called جمہوری دور میں اس سلسلے میں خاطر خواہ اقدامات نہیں کیے گئے۔ ماضی میں جو حکومتیں تھیں، اگر انہوں نے کوئی معاہدہ کرنے کی کوشش کی تو اس کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ کچھ عرصے سے ہمارے ہاں یہ crisis اتنا شدید ہو گیا ہے کہ گھروں میں چولہے بجھ گئے ہیں۔ معاشی حالت بد سے بد تر ہو گئ ہے۔ Industries بیرون ملک منتقل ہو رہی ہیں۔ غربت سے تنگ آ کر کوئی خود کو آگ لگا رہا ہے اور کوئی گلے میں پھندا ڈال لیتا ہے۔ ہمارا ملک تنزلی کی طرف گامزن ہے۔ ہمیں ہر حال میں بغیر کسی دباؤ کے ایران کے ساتھ گیس پائپ لائن کے معاہدے کو مکمل کرنا ہو گا۔ ہمیں اپنی معیشت پر کسی بیرونی طاقت سے compromise نہیں کرنا ہو گا۔

میڈم سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ international law ہے کہ اگر کوئی project 60% سے زیادہ مکمل ہو جائے تو اس کو نہیں روکا جا سکتا، اس کو ہر حال میں مکمل کیا جاتا ہے۔ اس لیے ایران کی طرف کافی حد تک پائپ لائن بچھ چکی ہے، اس لیے اس معاہدے کو continue کرنا چاہیے۔ I fully support this resolution and want positive response from the government of Pakistan. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم جناب احمد نمیر فاروق صاحب۔

جناب احمد نمیر فاروق: میں اس میں ایک وضاحت کرنا چاہتا تھا۔ اس resolution میں لکھا گیا ہے کہ it will generate 5000 mega watt electricity. اس کے بارے میں کیا statistics ہیں کہ وہاں سے کتنی گیس آئے گی۔ یہ تو نہیں کہ وہاں سے گیس آئے گی اور آپ کی electricity generation start ہو جائے گی۔ اس کے لیے آپ کو power houses بنانے پڑیں گے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے پاس installed capacity ہے لیکن fuel نہیں ہے لیکن وہ capacity 5000 mega watt نہیں بلکہ 3000 mega watt ہے۔ ہمیں پھر بھی 2000 mega watt کے Thermal Electric Power Stations install کرنے پڑیں گے۔

دوسرا یہ کہ Thermal Electric Power ہمارا solution نہیں ہے، جس طرح سے کافی لوگوں نے کہا کہ Thermal Electric Power environment کے لیے بہت بری ہوتی ہے اور وہ بہت زیادہ expensive ہے۔ اس لیے ہمیں hydro پر ہی focus کرنا چاہیے اور ہمارے پاس جو گیس آئے گی اس کو fertilizer sector کی طرف direct کرنا چاہیے کیونکہ یہ fertilizer sector پاکستان میں کافی suffer کر رہا۔ ہمارے ہاں گیس thermal sector, electricity generating sector کو دی جاتی ہے۔ جب fertilizer sector suffer کرتا ہے تو wheat price automatically increase ہوتی ہے اور سارا بوجھ عوام پر ہی آتا ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس میں electricity mention کی گئی ہے، اس کی بجائے ہمیں fertilizer sector mention کرنا چاہیے کہ آپ یہ گیس fertilizer sector کو دیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب گلفام مصطفٰے صاحب۔

Mr. Fahad Mazhar: Madam Speaker, as we know, we have time constraint and there is a lot to do according to the Orders of the day.

Madam Deputy Speaker: Yes, but he is speaking at the moment. You should not interrupt like that. Thank you.

جناب گلفام مصطفٰے: میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا کہ اس گیس پائپ لائن کے کیا فوائد اور کیا نقصانات ہیں۔ میرے خیال میں House میں موجود زیادہ تر لوگ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ یہ پائپ لائن پاکستان کے لیے فائدہ مند ہے اور فوری ضرورت بھی ہے۔ میں اتنا کہنا چاہوں گا کہ یہ معاہدہ 16-3-2010 میں sign ہوا تھا اور جنوری 2010 سے USA ہم پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ ہم اس گیس پائپ لائن

کے project کو موخر کر دیں اور اس کو further peruse نہ کریں۔ 2009 میں انڈیا اس لیے اس سے پیچھے ہٹ گیا تھا کہ USA نے انڈیا سے جو nuclear deal کی ہے، اس میں یہ شرط تھی کہ وہ ایران کے ساتھ گیس پائپ لائن کے منصوبے پر کام نہیں کرے گا۔ USA ہم پر دباؤ ڈالتا ہے اور دوسری طرف ہمارے ساتھ اس قسم کا کوئی معاہدہ کرنے سے بھی انکاری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کا دوغلا پن ہے۔ ہمیں اپنی foreign policy کے حوالے سے کوشش کرنی چاہیے کہ اگر امریکہ اپنے مفادات کا تحفظ کرتا ہے تو ہم بھی اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے عالمی forums کو استعمال کریں۔ یہ گیس پائپ لائن 2014 تک مکمل ہونی ہے، ہم معاہدہ sign کر چکے ہیں اور ا س میں یہ بھی طے کیا ہے کہ اگر ہم 2014 تک گیس پائپ لائن مکمل نہیں کریں گے تو ایران کو penalty کے طور پر روزانہ کی بنیاد پر ایک ملین امریکی ڈالرز دینے ہوں گے۔ ہماری کمزور معیشت یقینی طور پر اس قابل نہیں ہے کہ ہم ایران کو یہ penalty pay کر سکیں۔ اس میں ہمیں نہ صرف USA کی طرف سے دباؤ کا سامنا ہے بلکہ ایران اور سعودی عرب کے جو باہمی اختلافات ہیں، اس وجہ سے سعودی عرب بھی اس کی مخالفت میں سرفہرست ہے۔ پندرہ اپریل کو سعودی عرب نے بھی پاکستان کو ایک مرتبہ پھر pressurize کیا تھا اور اس کے کچھ alternative packages بھی offer کیے تھے۔ ہمارا جو Foreign Office ہے، میں ان تک اپنی آوا ز پہنچانا چاہوں گا کہ اگر ضرورت ہو تووہ اپنی policy کو اس طرح سے amend کریں اور فوری طور پر عالمی سطح پر اس سلسلے میں آواز اٹھائیں اور اس منصوبے کو فوراً مکمل کیا جائے تا کہ ہمیں ایک طرف جو 8.7 billion cubic meter feet گیس ملے گی وہ ہماری معیشت کو support کر سکے اور دوسری طرف ہم اس penalty سے بھی بچ سکیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی Leader of Opposition آپ کیا کہنا چاہتے تھے؟

جناب فہد مظہر: میڈم! یہ کوشش کی جائے کہ جو solutions and way forward دیا جا رہا ہے، اس تک ہی restrict رہا جائے کیونکہ we are running short of time.

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ مہرین سیدہ صاحبہ۔

محترمہ مہرین سیدہ: ہمارے پاس پہلے ہی وقت بہت کم ہے۔ اس پر بہت بات ہو چکی ہے۔ میں اس resolution کو support کرتی ہوں اور

اس بات سے بہت خوشی ہو گی کہ ہم ایک اسلامی ملک کے ساتھ یہ معاہدہ کر رہے ہیں۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ بہت سے منصوبے بنتے ہیں، بہت سی چیزیں ہوتی ہیں، obviously اس سے بھی پاکستان کو بہت فائدہ ہو گا لیکن زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ بے شک منصوبہ مکمل ہو لیکن جب پاکستان میں گیس آئے تو پورے انصاف سے پاکستان میں فراہم کی جائے۔

Madam Deputy Speaker: Mr. Muhammad Waqar Chaudhary would like to propose an amendment in this resolution.

Mr. Muhammad Waqar: I will suggest to amend this resolution as. This House is of the opinion that in order to fulfill our energy requirements, Iran, Pakistan gas pipeline should be completed within the given timeframe instead of by 2014. The project is expected to complete by December, 2014

لیکن agreement کی clauses میں جو mention کیا گیا ہے، اس پر دونوں parties agreed ہیں، ہم as a single party agreement کی clauses کو amend نہیں کر سکتے۔ اس لیے timeframe according to agreement ہونا چاہیے۔ اس resolution کے تحت ہم اس کو اسی طرح implement کرنے کے bound ہوں گے۔

میں دوسری بات تاجکستان، افغانستان، پاکستان اور انڈیا۔۔۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ amendment بتائیں۔

جناب محمد وقار: وہ میں نے بتا دی ہے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Now I put the resolution to the House.

This House is of the opinion that in order to fulfill our energy requirements, Iran, Pakistan gas pipeline should be completed within the given timeframe without taking international pressure. As we are in dire need of energy. Besides generating 5000 mega watt of electricity to plug the electricity shortfall this project holds critical and strategic importance for Pakistan.

(The motion was adopted)

Madam Deputy Speaker: Mr. Ahmed Numair Farooq, Miss Shaheera Jalil Albasit and Mr. Gohar Zaman would like to move the resolution. Mr. Ahmed Numair Farooq.

Mr. Ahmed Numair Farooq: Thank you, Madam Speaker.

This House is of the opinion that due to the prevalent administrative and the lack of governance in the remote areas of

various provinces. Resources are not being utilized to the fullest and there is a lack of provision of rights to the people. Therefore, there is a dire need to demarcate the provinces solely on administrative basis and prompt action should be taken in this regard.

جب demarcation کے بارے میں calling attention notice آیا تھا تو ہم نے اس پر کافی بحث کر لی تھی اور Youth Prime Minister and Leader of Opposition سے بھی اس بارے میں بات ہوئی تھی اور یہ consensus develop ہو گیا تھا یہ administrative basis پر ہونے چاہییں اور اس بارے میں کافی بحث ہو چکی ہے کہ administrative basis, linguistic or ethnic basis سے کس طرح بہتر ہے۔ میرے خیال میں اس پر مزید بحث کرنے کی بجائے ووٹنگ کرا لیں تو بہتر ہو گا۔

Madam Deputy Speaker: Mr. Prime Minister.

جناب وزیر اعظم: اس پر کافی بحث ہو گئی لیکن کچھ لوگ ایسے تھے جن کو موقع نہیں ملا تھا ۔ اگر وہ ہی صرف بات کر لیں then we will have voting.

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ شہیرہ جلیل۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! اس پر کافی بحث ہو چکی ہے and the good point is that with the Opposition consensus develop ہو چکا ہے کہ administrative lines پر demarcation ہو گی۔ یہاں پر جو point mentioned ہے with prompt actions پر میں تھوڑی سی elaboration دے دیتی ہوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ working promptly start ہو جائے گی۔ Definitely we will see its effect جب working ہوتی چلی جائے گی تو دو، تین سال as much time as it will take. I will forward it to the rest of the people. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب گوہر زمان صاحب۔

جناب گوہر زمان: میڈم سپیکر! شکریہ۔ پہلے کافی بات ہو چکی ہے، وقت کی کمی ہے اور ہمارا مقصد ہے کہ ہم وقت کو بہتر طور پر استعمال کریں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب قائد حزب اختلاف۔

جناب فہد مظہر: میڈم سپیکر! بہت شکریہ۔ جیسا کہ Prime Minister Sahib نے بات کی اور honourable members نے بات کی کہ consensus develop ہو چکا ہے لیکن میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ اس کا جو بھی mechanism develop ہو گا، جیسا کہ آپ نے propose

کیا ہے کہ ایک کمیٹی بنے گی، جس کے Prime Minister Sahib اور میں ممبر ہوں گے اور ہم propose کریں گے۔ اس سلسلے میں ہم parties میں آپس میں consultation کر کے نام secretariat دے دیں گے۔ اس کی جو formulation ہو گی، اس کا جو process ہو گا ، اس کا پاکستان کی ساری territory پر equally ہو گا۔ جہاں پر لوگ demand کریں گے، ہم نے یہ شرط پہلے ہی رکھی تھی تو ہم ان سے کہہ کر کریں گے اور اس کو اسی base پر کیا جائے گا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: گلفام مصطفےٰ صاحب۔

جناب گلفام مصطفےٰ: شکریہ۔ میں صرف ایک تجویز دینا چاہ رہا ہوں۔ پہلے بہت بحث ہو چکی ہے لیکن ابھی کمیٹی کی بات کی گئی ہے تو میں اس حوالے سے یہ کہوں گا کہ اس میں ان لوگوں کو لازمی شامل کیا جائے ہم جن علاقوں کے مسائل کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ Now I put the resolution to the House.

جناب سلمان خان شنواری: میڈم! اگر مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔ محترمہ! ہم ایک جمہوریت میں رہتے ہیں اور جمہوریت کا مطلب لوگوں کا راج ہوتا ہے۔ یہاں پر لوگ جو چاہتے ہیں، وہی ہو گا کیونکہ ہم لوگ جو parliament میں بیٹھے ہیں، we are the representatives of the people, we are not the rulers ہمیں چاہیے کہ ہم اس طرح کی policies بنائیں جو لوگوں کے مفاد میں ہوں اور لوگ جو چاہتے ہیں، وہ بھی ہو اور وہ constructive ہوں۔ اس سے کوئی disagree نہیں کرتا کہ administrative basis پر ہونا چاہیے لیکن ہمارے لوگ بہت emotional ہیں، نہ صرف ہمارے لوگ بلکہ یہ انسانی فطرت ہے۔ ہم نے اس resolution کواس چیز سے constrain کر لیا ہے کہ صرف administrative basis پر ہو۔ میں یہ propose کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو ایک broader context میں دیکھا جائے۔ اس میں ہم دیکھیں کہ اگر ہم administrative basis پر کریں گے تو جو لوگ کہہ رہے ہیں کہ provinces بنائے جائیں تو کیا وہ بیٹھ جائیں گے؟ کیا وہ اتنے آرام سے چھوڑ دیں گے؟ یہاں پر کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ پاکستان کو مزید ethnically divide کریں گے، لوگوں کے درمیان rifts پیدا ہوں گی۔ آپ کسی کو نہیں کہہ سکتے کہ میں impose کرنا چاہتا ہوں for you to be Pakistani. You have to care for them to make them free like a

آپ اگر اس کو کہیں گے کہ Pakistani. You cannot impose on them. آپ نے provinces کے نام بدلنے ہیں تو یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ revolt کرے گی۔ وہ، وہ چیز چاہے گی جو وہ خود چاہتے ہیں۔ وہ کبھی آپ کی بات نہیں مانیں گے۔ اگر ہم نے اس پر صحیح طور سے بات کرنی ہے، اگر ایک constructive solution نکالنا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس میں ریفرینڈم یا کوئی اور broader context رکھیں کہ اگر feasible ہے اور کوئی linguistic or ethnic base پر صوبہ چاہتا ہے، کہیں پر اصل میں ethnic biasness ہے تو ہم اس کو دیکھیں اور consider کریں۔ ہم اپنے آپ کو rigid نہ کریں۔

محترمہ شہریلہ جلیل: میڈم سپیکر! میں ایک چیز clear کرنا چاہتی ہوں۔ اگر آپ کی اجازت ہو۔

Madam Deputy Speaker: On point of order, you can not clear it.

جناب سلمان خان شنواری: جیسا کہ میں کہہ رہا تھا کہ ہمیں اپنے آپ کو اتنا rigid نہیں کرنا چاہیے۔جس طرح اس دن برگیڈئر صاحب کہہ رہے تھے کہ ہم ایک extreme کی طرف نہ جائیں، اپنے آپ کو تھوڑا سا کھلا رکھیں۔ اگر ہم اسی طرح سے چلتے رہیں گے تو ہم میں اور ایک dictator میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم لوگوں کی خدمت کریں، بجائے اس کے کہ ان پر imposition کریں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، شنواری صاحب we got your point.

جناب سلمان خان شنواری: میں ایک آخری چیز کہنا چاہوں گا کہ میں ایک amendment propose کروں گا۔

Madam Deputy Speaker: I will come to you in the end. Umar Raza Sahib.

جناب عمر رضا: میڈم! یہاں نئے صوبے بنانے کی بات کی گئی ہے اور کئی نام سامنے آ چکے ہیں اور ان علاقوں کے لوگ چاہتے ہیں کہ ان کو الگ صوبہ دیا جائے تو میں اس کو تھوڑا سا بات کو واضح کرنا چاہوں گا۔ بہاولپور بہت بڑی ریاست رہ چکی ہے اور اس نے اس ملک کے لیے کافی کام کیا ہے۔ اگر نئے صوبے بنائے جائیں تو پہلے بہاولپور کو بنایا جائے کیونکہ وہاں پر صوبے کی body موجود ہے۔ اس کے علاوہ میں صدر صاحب کے بیان سے اختلاف کروں گا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم اسی حکومت میں سرائیکستان کو بنا دیں گے تو اس کا جو نقشہ وہ پیش کر رہے ہیں، اس میں بہاولپور کو بھی شامل کیا گیا

ہے۔ آپ اس کو دوسرا کراچی نہ بنائیں کیونکہ اگر ایسا ہوا تو یہ علاقہ بھی کراچی کی طرح ہو گا۔ میرے بھائیوں نے بات کی کہ governance good بنانے کے لیے اور administrative basis پر صوبے بنانا چاہیے ہیں تو میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اسی بنیاد پر صوبے بنائے جائیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جناب توصیف عباسی صاحب۔

جناب توصیف عباسی: میڈم سپیکر! بہت شکریہ۔ ہمارے بھائی نے بات کی کہ ہمارے جو natural resources تقریباً ختم ہونے والے ہیں اور 2025 میں مکمل طور پر ختم ہو جائیں گے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ساٹھ سال میں پڑے پڑے ہی ختم ہو گئے ہیں یا ہم نے ان کو استعمال کر کے ختم کیا ہے؟ میرے خیال میں وہ سوئے سوئے ہی ختم ہو گئے ہوں تو ہوں لیکن ہم نے ان کو utilize کرنے کی کوشش نہیں کی۔

دوسرا یہ کہوں گا کہ provinces کی demarcation کا معاملہ اتنا آسان نہیں ہے۔ جذبات میں آ کر اگر ہم کوئی اس طرح کا فیصلہ کریں کہ linguistic or administrative basis پر ہونے چاہییں۔ میرے خیال میں اس سلسلے میں ایک فارمولہ بنانے کی ضرورت ہے۔ چونکہ اس میں کافی dimensions دیکھنی پڑتی ہیں کہ آپ جو صوبہ بنانا چاہ رہے ہیں، اس کے resources کو دیکھنا پڑتا ہے۔ وہاں پر کتنی tax collection ہے، اس کو دیکھنا پڑتی ہے اور آپ کو وہاں پر کتنی development required ہے as compared to other province جس سے اس کو الگ کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں پر agriculture, hydel کی کیا صورتحال ہے۔ ایک صوبہ demark کرنے کے لیے یہ ساری چیزیں ہیں جن کو مدنظر رکھنا پڑے گا۔ اس سلسلے میں یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ آپ نے ایک کمیٹی بنائی ہے جس میں حکومت اور اپوزیشن دونوں طرف کے لوگ شامل کیے گئے ہیں۔ اس پر working ہونی چاہیے، جو لوگ اس میں interested ہیں، جو input کرنا چاہ رہے ہیں، ان کو اس کمیٹی کو input دینی چاہیے اور میں خود voluntarily اس میں input کرنا چاہوں گا تا کہ جب ہم next time House میں آئیں تو ایک final result کے ساتھ آئیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب حفیظ اللہ وزیر صاحب۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: میں زیادہ تو کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ اس resolution پر پہلے بھی کافی debate چکی ہے۔ آج شاید اس لیے لایا گیا ہے جو ممبران رہ گئے تھے، وہ بھی اس پر بحث کریں۔ آج

ہمیں ان کے views کا بھی پتا چلا۔ ہم پہلے حکومت کی policy دے چکے ہیں۔ اس دن وزیر اعظم صاحب نے بتایا تھا اور ان کا اپوزیشن کے ساتھ بھی اس سلسلےمیں consensus develop ہو چکا ہے کہ نئی administrative base policy پر بنائیں گے۔ Opposition Leader Sahib کو جو request ہے کہ اس پر کمیٹی بنے تو special committee کا جو طریقہ ہے ، میں بہتر سمجھتا ہوں کہ یہ کمیٹی آج ہی بن جائے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Shaheera Jalil, what were you trying to clear…

محترمہ شہیرہ جلیل: سپیکر صاحبہ!میں صرف یہ clear کرنا چاہ رہی ہوں کہ administration demarcation سے مراد ہی یہ ہے کہ جہاں پر ethnic, linguistic problems ہیں، وہ administrative demarcation کے formula میں شامل ہو جاتی ہے لہذا ان دونوں چیزوں کو الگ نہ کیا جائے۔ اگر کہیں سےآوازیں اٹھ رہی ہیں، administration کا مطلب ہے کہ اگر demarcate ہو گئے تو ان کو administer کرنا آسان ہو جائے گا۔ ہم ان چیزوں کو بھی address کریں گے، اس لیے ان کو separate کر کے نہ دیکھا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ سلمان خان شنواری صاحب۔

Mr. Salman Khan Shinwari: This House is of the opinion that due to the prevalent administrative crisis and lack of the governance in the remote areas of various provinces, the resources are not being utilized to the fullest and there is a lack of provision of rights of the people. Therefore, there is a dire need to demarcate the province on the basis of feasibility of the provinces and prompt action should be taken.

میں نے اس میں سے administrative والی بات نکال دی اور وجہ بھی بتا دی ہے کیونکہ ہم اپنے آپ کو صرف administrative پر constrain کر لیں گے۔ ایک lawyer کے طور پر دیکھیں تو وہ ہمارے لیے بہت بڑا مسئلہ بن جائے گا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب وزیر اعظم صاحب، آپ نے کمیٹی بنا لی ہے؟

جناب وزیر اعظم: میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ہماری اپوزیشن سے میٹنگ ہوئی ہے اور almost سب چیزیں clear ہیں اور administrative کی definition پر ہمارا consensus تھا۔ تین ممبران اپوزیشن سے اور تین ممبران حکومت کی پارٹی کے ہوں گے اور جو mechanism ہو گا،

وہ under the definition of the administration define کریں گے تا کہ اپوزیشن کی رائے کا اظہار بھی ہو جائے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ consensus develop کیا ہے۔ کافی چیزوں پر arguments اور بات ہوئی ہے۔ اس لیے جو کمیٹی ہو گی that will be supreme on that issue.

Under the definition of administration, that was my party's stance. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Now I will put the resolution to the House.

> "This House is of the opinion that due to the prevailing administrative crisis and lack of the governance in the remote areas of various provinces, resources are not being utilized to the fullest and there is a lack of provision of rights of the people. Therefore, there is a dire need to demarcate the provinces solely on the basis of the feasibility of the provinces and prompt action should be taken in this regard" .

(The motion was adopted)

جناب فہد مظہر علی: میڈم سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں کوئی بات واضح کرنا چاہتا ہوں۔ میں وزیر اعظم صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ عباسی صاحبmember of the National Assembly کے ساتھ meetings arrange کرنے کا ہمارا پہلے کا experience ہے تو اگر ان کو اس کمیٹی کا ممبر بنایا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ دونوں بیٹھ کر مشورہ کر لیجیے گا کہ کیا کرنا ہے۔ یہ آج ہی کر لیجیے گا

and please decide the members today. Now Mr. Hassan Ashraf would like to introduce a Bill to further amend the Article 256 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan. In order to empower the liberated territories of Azad Jammu and Kashmir and Gilgat Biltistan.

جناب تیمور شاہ: میڈم سپیکر! ایک regulation کی بات بتانا چاہتا ہوں apart from this Bill. یہ تین ممبران جو Bill لا رہے ہیں، یہ اسی کمیٹی کے ہیں جو اس specific issue کے reference سے ہے۔ اگر یہ Bill pass ہونا ہے اور یہ ممبران چاہتے ہیں کہ یہ Standing Committee میں جائے تو یہ چلا جائے گا اور اگر یہ نہیں چاہتے تو یہ معاملہ کمیٹی کو نہیں جائے گا it is upon their disposal. یہ clause میں

لکھا ہوا ہے کہ اگر عامر عباس طوری صاحب، حسن اشرف صاحب اور سراج میمن صاحب یہ تینوں چاہتے ہیں تو یہ کمیٹی کو چلا جائے گا۔

(مداخلت)

جناب تیمور شاہ: مثلاً سراج میمن صاحب Law and Parliamentary Affairs کے---

Madam Deputy Speaker: Talk to me, don't address each other please.

جناب تیمور شاہ: حسن اشرف صاحب جو Bill لا رہے ہیں، وہ AJK سے related ہے۔ وہ matter out rightly کمیٹی کو refer ہو جائے گا۔ Being Hassan Ashraf a member of that committee اگر یہ ایک motion move کر دیں کہ میں نہیں چاہتا کہ یہ Standing Committee میں جائے تو it will be considered that from the Standing Committee یہ معاملہ سیدھا House میں آ گیا ہے۔ اگر یہ ایسا motion move نہیں کرتے تو automatically refer ہوجائے گا۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Ok, I got your point.

Mr. Hassan Ashraf: Madam Speaker, thank you.

پہلے ایک چھوٹی سی بات کر لوں میں اپوزیشن سے گلہ شکوہ کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے ایک خبر ملی کہ اپوزیشن نے ہماری باتوں کا notice لیا اور اپنی پارٹی کا manifesto تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا۔ مجھے اندازہ نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے manifesto میں جس میں آج سے پہلے آزاد جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان کا نام نہیں تھا، یہ کس context میں لکھا ہے لیکن میرا دل اس بات پر خوش ہو گیا ہے کہ انہوں نے آزاد جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان کےمسئلے پر توجہ دی اور اپنی پارٹی کے manifesto میں اس خطے کا نام لکھ کر ایک policy دی جس کے لیے میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: No amendment has been made as yet. Thank you.

Mr. Hassan Ashraf: This Bill has been approved from the Standing Committee of Interior, Kashmir, GB and FATA. As you referred the matter to the Committee on Wednesday….

Madam Deputy Speaker: Was the report submitted to the Secretariat?

جناب حسن اشرف: ہم نے Bill جمع کرایا تھا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جو کمیٹی کی رپورٹ تھی،وہ جمع کرائی تھی؟

Mr. Hassan Ashraf: As the member mentioned that this Bill does not have to go to the Law and Parliamentary Committee and we can put it for voting today. I will read it out.

Further to amend the constitution of Islamic republic of Pakistan.

Whereas it is expedient further to amend the constitution of the Islamic Republic of Pakistan for the purpose hereinafter appearing:

It is hereby enacted as follows;

1) Short title and commencement: (1) This Act may be called as constitutional (21s amendment) Bill 2012. (2) It shall come in force at once.

2) Amendment of the article 257 of the constitution: in the constitution of the Islamic republic of Pakistan, hereinafter referred to as the constitution, Article 257 shall be substituted by the following 8 clauses.

"Provisions regarding the State of Jammu and Kashmir

257. (1) The final disposition of the State of Jammu and Kashmir shall be made in accordance with the will of the people of the State expressed through the democratic method of a free and impartial plebiscite conducted under the auspices of the United Nations in accordance with the relevant resolutions of the United Nations Security Council and the United Nations Commission for India and Pakistan.

(2) When the people of the State of Jammu and Kashmir decide to accede to Pakistan, the relationship between Pakistan and that State shall be determined in accordance with the wishes of the people of that State.

(3) The term liberated territories used in article 257 is applied to the areas of State of Jammu and Kashmir liberated from Indian control which are Independent Jammu And Kashmir and Gilgit-Baltistan.

(3) The liberated territories will be given their share as given to the provinces by the Federal government of Pakistan for any activity and project which utilizes the natural resources of the liberated territory.

(4) Federal Government shall be responsible to administer the subjects of the liberated territories as mentioned in the UNCIP resolutions which include defence, currency, communications and foreign affairs till the implementation of Security Council resolutions on Kashmir. Rest of the subjects will not be included in any concurrent list and will be the responsibility of the liberated territories including Foreign Trade & Foreign Aid.

(5) Federal government shall lift the restriction of foreigners not being able to go to liberated regions.

(6)Federal government shall cease to appoint bureaucrats in the liberated territories without the consultation and approval of the liberated territories' governments.

(7)The liberated territories shall be allowed to amend their own constitution without seeking the approval of the federal government of Pakistan unless it affects the following

Accession of the State of Jammu and Kashmir to Pakistan

Defence Policy

Foreign Policy

Communication &

Currency

Citizenship

(8) The Federal Ministry of Kashmir Affairs and Gilgit-Baltistan shall be dissolved. The functions and the responsibilities of the ministry shall be delegated to the relevant liberated territory.

Statement of objectives and Reasons

It is essential to give AJK and GB due constitutional representation. The best way is to declare them the interim provinces of Pakistan till the implementation of Security Council resolutions, but both Pakistan's & Kashmir's leadership is against this because it compromises Pakistan's stance on State of Jammu & Kashmir that it is a disputed territory. Therefore, the liberated territories i.e. Azad Jammu & Kashmir and Gilgit-Baltistan, both are devoid of their due share in National Finance Commission, Council of Common Interests, National Economic Council and Indus River System Authority.

The above listed constitutional amendments of Article 257 will grant them regional autonomy without compromising Pakistan's claim over the State of Jammu and Kashmir. It will enable economic, social & constitutional development of the regions.

Thank you.

Madam Deputy Speaker: A lot of debate has been done in this regard. Leader of opposition.

جناب فہد مظہر علی: میڈم! اس draft میں mistake ہے۔ انہوں نے اس میں provision regarding the State Jammu Kashmir میں sub clauses دی ہیں، ان میں point 3 and point4 میں repetition ہے۔ اگر اس کو correct کر لیا جائے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: پڑھ کر بتائیں۔

جناب تبریز صادق مری: میڈم clauses 3 and 4 کی numbering میں problem ہے۔

جناب حسن اشرف: جی، مجھے غلطی نظر آ گئی ہے، ہم اس کو ٹھیک کر دیں گے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ اس کی amendment کر لیں۔

جناب سلمان خان شنواری: میڈم! Clause 34 کے تحت اگر وہ نہیں چاہتے تو اس کو Standing Committee کو refer نہیں کیا جا سکتا لیکن اس پر consensus ہونا چاہیے۔ اگر House کی majority کہے گی تو وہ نہیں جائے گا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟

جناب سلمان خان شنواری: یہ آپ کے rules میں لکھا ہوا ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: اس کو پڑھیے۔

Mr. Salman Khan Shinwari: Upon introduction, a Bill other than a Finance Bill shall stand referred to a Standing Committee concerned with the subject matter of the Bill. Provided that the member incharge may move that the requirement of this rule may be dispensed with and if the motion is carried, the provision of the rule shall apply to the Bill as if is received back from the Standing Committee on a day on which the motion was carried.

میڈم ڈپٹی سپیکر: یہ تو میں decide کروں گی کہ whether it will go to the Standing Committee or not. If it does not reach to the consensus.

جناب سلمان خان شنواری: سٹینڈنگ کمیٹی میں اس لیے جاتا ہے کہ اگر اس میں چھوٹی چھوٹی غلطیاں ہیں، ان کو نکال لیا جائے۔

جناب حسن اشرف: اس کی پہلی amendment یہ ہے۔

Article 257 shall be substituted by the following 9th clause and the Clause 3, the term liberated territory used in article 257 is applied to the areas of State of Jammu and Kashmir liberated from Indian control which is independent Jammu and Kashmir and Gilgit Baltistan. The next clause will be numbered as 4th , the next 5th, the next one 6th, next one 7, next 8th and the last one as 9.

Madam Deputy Speaker: Thank you.

جناب تیمور شاہ: میڈم سپیکر! Rules and regulations کے تحت یہ amendment ایک دن پہلے کرنی پڑے گی۔ One day before bringing the Bill to the House.

Madam Deputy Speaker: It is a printing error.

Mr. Taimoor Shah: If it is a printing error, then it can be done. If it is printing error, then it can be done. If he is proposing an amendment, he has to withdraw….

Madam Deputy Speaker: I just want to correct it that there will be no confusion.

(The Bill was passed unanimously)

Madam Deputy Speaker: Mr. Siraj Memon would like to introduce a Bill Further to amend the Article 247 (3) Constitution of the Islamic Republic of Pakistan in order to make the Parliament supreme for the entire country.

جناب سراج میمن: شکریہ ، میڈم سپیکر۔ آپ کے علم میں ہو گا کہ ایک دن پہلے اسBill کو لانے سے پہلے ایک motion آئی تھی کہ پاکستان کا آئین پورے ملک پر supreme نہیں ہے اور اس کو supreme بنانے کے لیے House میں بات کی گئی تھی اور consequently motion adopt کر لی گئی تھی۔ میں اب Bill پیش کر رہا ہوں۔

Further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

WHEREAS it is expedient further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan for the purposes hereinafter appearing:

It is hereby enacted as follows:

1. Short title and commencement:-

(1) This Act may be called the Constitution (Amendment) Act, 2012.
(2) It shall come into force at once.
2. Amendment in Article 247 clause (3) of the Constitution. In the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, for Article 247 clause (3), the following shall be substituted.
"Act of [Majlis-e-Shoora (parliament)] shall apply to any Federally Administered Tribal Area or to any part thereof and also apply to a Provincial Administered Tribal Area, or to any part thereof. Act of Provincial Assemblies of Balochistan and Kheyber Pakhtunkha shall apply to a provincially Administered Tribal Area, or to any part thereof"
STATEMENT OF OBJECT AND REASONS
The Constitution of the Islamic Republic of Pakistan makes the Parliament the supreme institution of Pakistan, but the highest institution does not enjoy supremacy throughout the country.
The laws enacted in the supreme institution, which has the real mandate from the people of Pakistan, do not apply in the Federally Administered Tribal Area and Provincially Administered Tribal Area, even though there are twenty parliamentarians from the Federally Administered Tribal Area, who can make laws for the other parts of the country, but cannot formulate laws for their constituencies from which they are elected.
It means, the parliamentarians cannot also raise the issues related to FATA in the parliament because that administrative system of FATA deals with the powers of the president. A question arises here that then why twenty parliamentarians from FATA are elected.
The parliament shall be supreme for the entire country.
2. The bill seeks to achieve the aforementioned objectives.
Thank you.

میڈم سپیکر! میں اس Bill کے بارے میں کچھ باتیں کرنا چاہوں گا۔ یہ motion میں پہلے ہی discuss ہو چکا ہے کہ parliament across the country supreme نہیں ہے۔ Statements of the objects میں لکھا ہوا

ہے کہ پارلیمنٹ فاٹا پر rule نہیں کر سکتی۔ فاٹا کے parliamentarians وہاں سے elected تو ہیں .but they can't enact for the constitutes اس لیے میری House سے گزارش ہو گی کہ ہمارے ہاں parliamentary democracy ہے اور اس کو مزید strengthen کرنے کے لیے یہ House Bill pass کرے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: عامر عباس طوری صاحب۔

جناب عامر عباس طوری: شکریہ، میڈم سپیکر۔ سراج میمن صاحب نے بڑے اچھے طریقے سے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد صدر مملکت کے اختیارات پارلیمنٹ کو منتقل ہو گئے ہیں۔ ایک جمہوری طرز حکومت میں یہ بات سمجھ سے بالا تر ہے کہ جب اٹھارہویں ترمیم ہو گئ اور ہم نے 58 (2)b کی باتیں سنیں، اس کے لیے کافی تحریکیں چلیں لیکن tribal areas کے حوالے سے اختیارات ابھی تک صدر کے پاس کیوں ہیں؟ یہ بھی ایک dictatorship کی سی صورتحال ہے کہ کوئی بھی مسئلہ ہو، صدر براہ راست گورنر کو حکم جاری کرتا ہے جس کو گورنر political agents کے ذریعے سے وہاں پر apply کرتا ہے۔ اس Bill کے لانے کا purely مقصد یہ تھا کہ .parliament is the supreme institution of Pakistan یہ پاکستان کا اعلیٰ اختیاراتی ادارہ ہے۔ فاٹا آزاد کشمیر، گلگت بلتستان کی طرح سے disputed territory بھی نہیں ہے تو article 247 میں اور ساتھ ہی جو دیگر clauses ہیں، ان میں بھی amendments آنی چاہییں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب قائد حزب اختلاف۔

جناب فہد مظہر علی: میڈم! جن ممبران نے یہ Bill پیش کیا ہے اور FATA and AJK کی کمیٹی میں بھی ہماری membership موجود ہے اور وہاں پر question and answers ہوئے ہیں اور انہوں نے اس کو دیکھا ہے۔ اس لیے آپ کا اختیار ہے کہ اگر اس کو Law and Parliamentary Committee کو بھیجنا چاہیں یا voting کے لیے پیش کریں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب وزیر اعظم صاحب۔

جناب ہاشم عظیم (وزیر اعظم): میڈم سپیکر! شکریہ۔ سراج میمن صاحب اور عامر طوری صاحب نے بہت سے نکتے واضح کر دیے ہیں کہ parliament کی بالا دستی کے لیے جو Bill لائے ہیں اور اس میں ساری چیزیں واضح ہیں تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس پر voting کر لی جائے کیونکہ مجھے اس پر کوئی دو رائے نظر

نہیں آ رہیں۔ اس طرح سے وقت کی بھی بچت ہو گی کہ یہ دوبارہ کمیٹی کے پاس جائے اور پھر واپس آئے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Let us put it for voting.

(The Bill was passed unanimously)

Madam Deputy Speaker: Mr. Aamir Abbas Toori Sahib would like to introduce a Bill Further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan for giving provincial status to FATA within five years.

جناب عامر عباس طوری: میڈم سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

WHEREAS it is expedient further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan for the purposes hereinafter appearing:

It is hereby enacted as follows:

1. Short title and commencement:-

(1) This Act may be called the Constitution (Amendment) Act, 2012.

(2) It shall come into force at once.

2. Amendment in the Article 1 (a) of the constitution:

In the constitution of the Islamic republic of Pakistan, hereinafter referred to as the constitution, in the article 1 in clause (2) In paragraph (a):

After word and comma word “Balochistan” the word “Qabailistan” shall be inserted.

Paragraph (C) Clause (2) of the Article 1 of the constitution shall be omitted.

3. Amendment in the Article 51 clause 1 of the constitution:

The clause 1 of the Article 51 shall be replaced with the following:

“There shall be three hundred and forty five seats in the National Assembly, including seats reserved for women and non-Muslims.

Explanation:

There are currently 342 seats in the NA and new province for example QABAILISTAN will have THREE more seats

for women as four provinces have share for reserved women seats. Therefore, there will be change in the above mentioned clause. ”

4. Amendment in the Article 51 clause 3 of the constitution:

In the clause 3 of the Article 51 following changes shall be made:

The name Federally Administered Tribal Areas shall be replaced with QABAILISTAN in the fifth row of the name column.

5. Amendment in the clause 3 of Article 51 of the constitution:

There shall be amendment in the 7th row of the name column of the Article 51 clause (3) 342 seats of the National Assembly shall change into 345 seats due to addition of 3 women seats for the new province-Qabailistan.

6. Amendment in the clause 5 of Article 51 of the constiution:

The words “Federally Administered Tribal Area” shall be omitted from the above said clause.

7. Amendment in the clause (1) of the Article 59 of the Constitution:

Amendment in the paragraph (a) clause (1) of the Article 59 of the Constitution:

The following changes shall be made in the above mentioned clause.

”Twelve shall be elected by the members of the each provincial assembly.

Elimination of the paragraph (b) clause (1) of the Article 59 of the Constitution:

The above mentioned paragraph (b) with the clause (1) of the Article 59 shall be omitted.

Amendment in the paragraph (d) clause (1) of the Article 59 of the Constitution:

Three women shall be elected by the members of the each provincial assembly.

Amendment in the paragraph (f) clause (1) of the Article 59 of the Constitution:

Following changes shall be made in the aforementioned clause of the Article 59"

"Five non-Muslims, one from each province, shall be elected by the members of the each provincial assembly."

Explanation:

THE COMPOSITION OF THE NEW SENATE SETUP

8. Amendment in the clause (c) of the Article 62 of the Constitution:

NAME OF TERRITORIES	GENERAL SEATS	WOMEN SEATS	TECHNOCRAT SEATS	NON-MUSLIM SEATS	
SINDH	12	3	4	1	20
PUNJAB	12	3	4	1	20
BALOCHISTAN	12	3	4	1	20
KPK	12	3	4	1	20
QABAILISTAN	12	3	4	1	20
FEDERAL CAPITAL	2	1	1	-	4
				GRAND TOTAL	104

From the above mentioned clause of the Article 62 of the constitution the words "or the Federally Administered Tribal Area" shall be omitted.

9. Amendment in the clause (1) of the Article 155 of the Constitution:

From the above mentioned clause of the Article 155 of the constitution the words "or the Federally Administered Tribal Area" shall be omitted.

10. Elimination of the clause (c) of the Article 246 of the Constitution:

The above mentioned clause shall entirely be omitted.

11. Amendment in the Article 247 of the Constitution:

i. Elimination of the clause (1) of the Article 247 of the constitution:

The following words shall be omitted from the above written clause of the Article 247

”the executive authority of the Federation shall extend to the Federally Administered Tribal Area, and“

ii. Elimination of the clause (5) of the Article 247 of the constitution:

The above mentioned clause (5) of the Article 247 of the constitution shall entirely be removed.

میڈم سپیکر! پہلے Bill میں بھی ذکر ہوا تھا کہ Article 247 کے اپنے points میں بھی contradiction ہے۔ جیسا کہ point 3 میں کہتے ہیں کہ Parliament can’t do law making for Tribal Area. اس کے بعد Clause 6 میں یہ آتا ہے کہ Supreme Court and High Courts وہاں پر power enjoy کر سکتے ہیں اگر قومی اسمبلی ان کو اجازت دے۔ ایک طرف آپ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس Tribal Areas کے لیے law making کا اختیار ہی نہیں ہے تو وہاں پر آپ سپریم کورٹ کو کیسے اجازت دے سکتے ہیں؟ اسی طرح سے Clause 5 میں صدر کی بات ہے کہ صدر Tribal Jirga سے consult کرے گا تو جو 20 Parliamentarians ہیں، پورا 247 میں اس Bill میں بھی amendment آئی اور اس Bill میں بھی ہے۔ اس میں کافی چیزیں contradict کرتی ہیں۔ ہم نے بہت سے ماہرین سے مشورہ کیا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ چونکہ اس پر آواز نہیں اٹھائی جاتی لیکن واقعاً اس میں contradiction ہے۔

12. Formation of a committee on Qabailistan in order to enforce the bill:

To chair the issues and concerns regarding the allocation and distribution of funds and to consider the appropriate elements that cater to the demands of the province-Qabailistan for a time span of five years, there to enforce the bill on the province-Qabailistan.

STATEMENT OF OBJECTS AND REASONS

Federally Administered Tribal Area should have autonomous provincial status within five years in order to remove discrimination from the patriotic tribal people of Pakistan. The Creation of Qabailistan as a new provincial entity will give the essence of unity and more strength to the federation. The Tribal people will be self-sufficient to generate revenue for socio-economic development of the area.

2. The bill seeks to achieve the above-said objects.

میڈم سپیکر! میں اس میں آخری بات عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری Law, Interior GB and FATA کی جو Standing Committee ہے اس میں ہماری discussion ہوئی اور Green Party سے بھی اس بات پر consensus develop ہوا کہ demarcation of provinces جو فاٹا پر ہماری پارٹی کی ایک پالیسی ہے، اس سے ذرا مختلف ہے۔ ہم فاٹا پر بالکل متفق ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اس کو ایک ماہ میں صوبہ بنائیں۔ پہلے جو دوسرا Bill ہے، جب Parliament supreme ہو گی، اس کے پاس اختیارات ہوں گے تو اس کے بعد ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں فاٹا کے parliamentarians, Retired and present Chief Justice ہوں اور وہ دیکھیں کہ جس طرح سے گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر میں ایک Legislative Council ہے کہ 2014 تک کم از کم ایک Legislative Council بن جائے اور اس کے بعد وہ اپنی رپورٹ قومی اسمبلی کی Standing Committee for Law and Parliamentary Affairs میں پیش کرے اور سیفران کی کمیٹی بھی اس پر 2017 تک کام کریں اور پانچ سال تک یہ کام کریں گے اور day to day ان کی monitoring ہو گی تو ہمارے سامنے کافی mature رائے آ جائے گی۔ یہ کہہ کر فاٹا کو صوبہ نہ بنانا کہ وہاں پر revenue, tax نہیں ہے، وہاں کے قبائلیوں کا مزاج ایسا ہے۔ جب آپ سوچیں گے تب ہی ہو گا اور میں یہ کچھ کہنا کافی سمجھوں گا۔ اس Bill میں جو movers ہیں، میں ان کا اور تمام ممبران کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے فاٹا کے مسئلےپر کافی اچھی بحث کی اور اس سے بہت اچھی رائے سامنے آئی۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، قائد حزب اختلاف۔

جناب فہد مظہر علی: میڈم سپیکر! شکریہ۔ ہم اس پر بات کر چکے ہیں کہ اس میں وقت لگے گا آہستہ آہستہ جو چیزیں، بنیادی سہولیات جو ضروری ہوتی ہیں، وہ ملنے کے بعد ہم سوچ سکتے ہیں کہ فاٹا کو صوبہ بنایا جائے یا جو صوبے موجود ہیں، ان میں ضم کیا جائے۔ یہاں پر یہ بات ہو رہی ہے کہ اس Bill میں یہ propose نہیں کیا کہ اس صوبے کا capital کہاں پر ہو گا کہ یہ جو صوبہ بننے جا رہا ہے، there should be a capital of it.

Mr. Taimoor Shah: Madam, it is constitutional amendment, it means that whatever has been said in the Bill, it would be included in the Constitution. Article (1) of the Constitution contains the names of the provinces Punjab, Sindh, Baluchistan,

KPK. It does not contain the name of capital. That is the very reason.

Madam Deputy Speaker: Thank you.

جناب فہد مظہر علی: میڈم! جس قبائلستان ہے، اس پر بھی ہماری reservations ہیں کہ دوبارہ ایک بات ہو گی کہ قبائل میں بھی تو ان کے اپنے اپنے نام ہیں۔ ان میں identity کا مسئلہ ہے۔ اگر آپ نے قبائلستان کہا ہے تو there should be reason اور اس کو باقاعدہ justify کیا جائے۔ وہاں پر احمد زئی قبائل، طوری، بنگش قبائل ہیں اور ان میںfurther division ہے اس لیے clear cut indication ہونی چاہیے کہ جو صوبہ ہے ہم ایسے ہی vague نہیں کہہ سکتے۔ There are already قبائل اور صوبہ بنانے کے بعد بھی وہ قبایل رہیں، اس کو ذرا واضح کیا جائے۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس کو دوبارہ AJK and FATA کی کمیٹی کو refer کیا جائے۔ جیسا کہ آپ نے کہا they should come up with the report. وہ پہلے secretariat میں report دیں، ہمیں before days ملے اور ہم اس پر اپنا consensus پیدا کریں گے اور پھر اس کو voting کے لیے لایا جائے۔ شکریہ۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: میڈم! میں کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے جو Bill pass ہوا، اس میں اتنی خاص بات نہیں تھی کہ جس پر اپوزیشن کی طرف سے oppose کیا جاتا۔ اب جو Bill ہے، یہ تھوڑا سا complicated ہے، اس میں کافی amendments آ رہی ہیں۔ اس لیے میں یہ بہتر سمجھوں گا کہ جس طرح سے ہم demarcation کے لیے کمیٹی بنا رہے ہیں، اس کے لیے بھی ایک special committee بنے جس میں ہم مختلف لوگوں سے ملیں اور meetings کر کے next session میں اپنی report پیش کریں۔

جناب ہاشم عظیم (وزیر اعظم): میڈم! according to the Constitutionاگر ہم پر voting نہ کریں تو یہ automatically Committee on Law and Parliamentary Affairs میں چلا جائے گا اور جس طرح سے قائد حزب اختلاف نے بھی propose کیا ہے کہ اس میں amendments ہیں اور----

ایک معزز ممبر: میڈم! فاٹا پر already ایک کمیٹی ہے۔

Madam Deputy Speaker: This is what he is saying

کہ وہ refer ہو جائے گا۔

جناب اسامہ ریاض: میڈم! وہ Law and Parliamentary Committee کو ہو گا کیونکہ Constitution کے مطابق جو بھی amendment ہوتی ---

میڈم ڈپٹی سپیکر: فاٹا پر کون سی کمیٹی ہے؟

ایک معزز ممبر: فاٹا پر Interior, AJK, گلگت بلتستان کی کمیٹی ہے۔

جناب سلمان خان شنواری: میڈم! جو law آتا ہے وہ ہمیشہ ----

Madam Deputy Speaker: Shinwari Sahib, let him finish.

Mr. Usama Riaz: Madam, as it is constitutional amendment and the constitutional amendment is always referred to the standing committee and parliamentary affairs. However it is the discretion of the Speaker that whether he want to refer it to a particular specialized committee. He can do that but originally the practice of the parliament is that every constitutional amendment would be sent and referred automatically to the Standing Committee of Law and Parliamentary Affairs. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: سلمان خان شنواری صاحب۔

جناب سلمان خان شنواری: میڈم! میں بھی یہی کہنا چاہ رہا تھا۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: It is referred to the concerned committee. Hunain Ali Qadri and Mr. Tabraiz Sadiq Marri would like to move the resolution. Mr. Hunain Ali Qadri.

Mr. Hunain Ali Qadri: Thank you madam speaker.

> “This House is of the opinion that Pakistan should provide the transit trade facility to Central Asian countries through Gwadar port, which would enable Pakistan to generate revenues that are favourable for its economic progress. Urgent measures must be taken to establish the communications infrastructure, including the road and railway network in order to attract investments from land-locked Central Asian countries and facilitate trade”.

میڈم سپیکر! گوادر پاکستان کی 3rd largest port ہے اور جغرافیائی طور پر گوادر Gulf and Arab countries سے قریب تر ہے۔ Gwadar deep sea port ہے، ہم اس کا advantage کیوں نہ اٹھائیں اور

Central Asian countries سے اپنی trade کیوں نہ بڑھائیں؟ Central Asian countries ہم سے زیادہ developed ہیں اور ان کے پاس Uranium کے reservoirs ہیں، ہم ان سے nuclear trade کر سکتے ہیں اور ہم گوادر کو railway network دیں اور ان کے infrastructure میں silk route include کریں تو ہم اس طرح سے revenue generate کر سکتے ہیں۔ اس سے ہمارے ان ممالک سے تعلقات اچھے ہوں گے اور پاکستان کو فائدہ ہو گا، ساتھ ہی بلوچستان کے لوگوں کا احساس محرومی بھی ختم ہو گا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب تبریز مری صاحب۔

جناب تبریز مری: میڈم سپیکر! شکریہ۔ اس House میں ایک بات پر کل تو consensus تھا کہ ہمیں اب صرف امریکہ کی طرف نہیں دیکھنا ہے اور دوسرے avenues کی طرف بھی دیکھنا ہے۔ ہم اس معاملے میں Central Asian countries سے تجارت کر کے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہاں پر کافی ممبران کو معلوم ہو گا کہ قزاخستان، ازبکستان اور کرغزستان کی combined GDP is around 207 billion dollar, which is a lot. It is a combined population of 66 million اور اگر ہم یہاں پر صرف ایک فیصد تجارت بڑھا لیتے ہیں تو our exports increase by half a billion dollar.

دوسرا یہ بتانا چاہوں گا کہ just trade is not the major issue کیونکہ اگر آپ دوسرے ملکوں کے ساتھ تجارت کرتے ہیں اور specially your neighbours تو آپ کے neighbours کا آپ کے ملک میں اور آپ کا اس ملک میں ایک stake بن جاتا ہے which will also help us. In our foreign policy ہمارا say strong ہو گا اور اس چیز کی وجہ سے international forums پر ہمیں کافی support مل سکتی ہے۔ Now coming to Gwadar, that why we mentioned Gwader here اگر ہم گوادر کو develop کرتے ہیں، یہاں پر communication railway and road infrastructure کرتے ہیں، infrastructure develop develop کرتے ہیں تو بلوچ بھائیوں کی آج تک جو دلآزاری ہوتی رہی ہے تو it is a just first step towards the bigger aim. اگر گوادر اور بلوچستان develop ہوتا ہے تو پاکستان کا فائدہ ہے۔ اگر پاکستان کے تعلقات وسط ایشیائی ممالک سے بہتر ہوتے ہیں تو بھی پاکستان کا فائدہ ہے۔ ان ممالک سے تجارت بڑھتی ہے تو بھی فائدہ ہے اور اس وجہ سےپاکستان کو صرف امریکہ کی طرف نہیں دیکھنا پڑتا۔ I think it is

the need of the hour that conventional partners کو چھوڑ کر یا ان کے علاوہ بھی ہم دوسرے avenues کی طرف دیکھیں۔ شکریہ۔

Madam Speaker: Would anybody from this side like to speak? Yes, Najeeb Abid sahib.

Mr. Najeeb Abid: Thank you Madam Speaker.

یہ totally Balochistan related issue ہے اور آپ نے مجھے اس پر بولنے کی اجازت دی ہے۔ گوادر پورٹ پر Special Committee on Balochistan ہے اور وہ road map بنا رہی ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے انشاء اللہ اگر زندگی رہی تو اگلے سیشن میں اس کی پوری report on Gwadr's road map lay کی جائے گی۔ گوادر پورٹ کے infrastructure اکو کیسے connect کرنا ہے، کس country سے connect کرنا ہے، trade کس ملک سے کرنی beneficial ہو گی۔ وہاں local people کے کیا concerns ہیں اور وہ جو minority میں ہونے کی بات کرتے ہیں ان کو کیسے ensure کرنا ہے اور جو major reasons ہیں وہاں کی کہ جو لوگ دوسرے صوبوں سے آ کر یہاں آباد ہوں گے ان کو right of vote نہ دیا جائے۔ ان سارے پہلووں پر بلوچستان کمیٹی نے ایک رپورٹ بھی تیار کی ہے، انشاء اللہ اگلے سیشن میں پورا road map آ جائے گا۔ حنین علی قادری اور تبریز مری کی یہ دور اندیشی ہے کہ انہوں نے ایک بہت زبردست بلوچستان کے حوالے سے وہ ایک resolution لے کر آئے ہیں۔ اس پر میں کہوں گا کہ کاش ہماری پارٹی کو بھی اتنی سوچ ہو۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ سمن احسن صاحبہ۔

محترمہ سمن احسن: شکریہ میڈم سپیکر صاحبہ۔ میں اس resolution کے اوپر صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ اگر یہ گوادر پورٹ develop ہوتی ہے ، working condition میں آتی ہے تو اس سے بلوچیز کا بھی فائدہ ہو گا اور ان کو روزگار کے بہت اچھے مواقع ملیں گے۔ ہم روزگار کے موقع انہی کو دیں اور اس میں انہیں preference دینی چاہیے۔ میرا گاڈانی جانا ہوا ہے تو وہاں پر میں نے mostly یہ دیکھا ہےکہ بلوچوں کے علاوہ بھی بہت سی communities/casts کے لوگ وہاں پر ہوتے ہیں لیکن ہمیں یہاں پر بلوچیز کو حق پہلے دینا چاہیے تاکہ ان کا اس طرح سے احساس محرومی ختم ہو۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب گوہر زمان صاحب۔

جناب گوہر زمان: شکریہ محترمہ سپیکر۔ یہ ایک بہت اچھی resolution پیش کی گئی ہے میں اس کو بہت زیادہ appreciate کرتا ہوں لیکن اس میں ایک دو باتیں کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہم نے پہلے جب کراچی میں افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کو جب allow کیا تھا اس کے بعد ہمیں اس کے کچھ consequences دیکھنے پڑے تھے تو وہ consequences ہمیں یہاں پر بھولنے نہیں چاہییں۔ ہمیں ان کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ جس طرح سے نئے کلچرز پیدا ہو جاتے ہیں جیسے پہلے اسلحہ کلچر اور ڈرگ کلچر کو جنم ملا۔ اس کی evident موجود جہاں سے اس کی شروعات ہوئی تھی۔ اسی طرح اس کی ذرا detailed study ہو جانی چاہیےکہ ہم کس ملک کے ساتھ trade کر رہے ہیں اور وہاں سے ہمیں کیا threats ہو سکتے ہیں اور اختلافات ہو سکتے ہیں، بیشک یہ بہت اچھا پراجیکٹ ہے اس سے بلوچستان کے بہت سے مسائل کا حل بھی نکل سکتا ہے۔ یہ پاکستان کے لیے ایک economic boostہو سکتا ہے۔ اس سے پاکستان کی industry flourish کر سکتی ہے۔ یہ چند factors ہیں جن کو ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ ہم جن جن ممالک سے اسے link کر رہے ہیں مثال کے طور پر ازبکستان ہے جہاں سے rebels کا بھی threat ہو سکتا ہے۔ آپ ان چیزوں کے اوپر نظرثانی کیجے اور اس کو دیکھیے کہ یہ کتنا feasible ہے بجائے اس کے کہ آپ کسی کے ساتھ directly deal کریں۔

میڈم سپیکر: جی جناب عمر حیات صاحب۔

Mr. Umar Hayat: I would like to congratulate the movers of this resolution for coming up a such comprehensive piece of legislation. Madam, actually the law of trade enacts and states that a better trade is that where the distance between the trading partners is minimum. Today we see that we are getting involved in trade with the United States of America and we see that this the distance between two countries is lot with the continents are millions and thousands of kilometers but when we get ourselves involved in trade with central Asian Republics, a very booming economy of the future, we would definitely be having a very positive economic impact on the economy of the country. Furthermore, it should be added that Central Asian Republics are getting economy at a very large rate and the threats that we faced from the Afghan transit trade would not be faced in that particular

case. However, there is a chance of such kind threats that can completely be controlled by a detailed scrutiny. It can also be said that such transit trade using the Gwadr port can have the enormous economic impact on overall economy of Pakistan. We can say that we can use the deep sea port of Gwardr, we can build the road infrastructure all over the country and we can devise the mechanism through which we would approach Central Asian Republics through the Gwadr port. In this way, the whole mechanism, the whole kind of engineering, the philosophical and political engineering will need to be done and that is a complete process and the concerned Ministries will have to take the very consideration process in that particular aspect. I would like to conclude it with stating the fact that there is no doubt and no would doubt the accuracy of this fact that this particular resolution if carried out and implemented in letter and spirit would have the positive impact on the economy of the country and on the stability of Balochistan in the coming years. Thank you very much.

میڈم سپیکر: جناب تیمور شاہ صاحب۔

Mr. Tamur Shah: Thank you very much for giving me the opportunity. Mam Speaker, this resolution proposed by my fellow colleagues is no doubt a very good resolution and honestly speaking that in this House probably no one would go against it but the thing is that this resolution regarding opening trade for Central Asian countries through Gwadr port will not only boost Pakistan's economy, would not only fade away Balochistan's reservations but also the proposed threat to Pakistan's national security which was during Zia-ul-Haq regime when USSR attacked Afghanistan and the basic aim was to reach the warm waters. The thing is that during winters the central Asian countries the seas which are nearer to the central Asian countries they get frozen. When once this happens all the transit trade which is being done to the cental Asian states it is being hampered, it is being halted due to frozen seas. In Pakistan and other warmer countries we have warm waters throughout the season, the sea is open to the trade. So, if we allow the central Asian states to access to Gwadr port and trade through Gwadr it will not only boost our economy but also solve their frustration of trade. Thank you very much.

میڈم سپیکر: جناب محمد عامر خان کھچی صاحب۔

جناب محمد عامر خان کھچی: میڈم سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت اچھی بات اس resolution کے اوپر کی گئی ہے۔ اس میں ٹریڈ کی بات کی گئی ہے ، ریلوے اور road network کی بات کی گئی ہے لیکن مجھے اس کے اوپر reservations ہیں کہ ایک تو ہم اس بات کو بھول گئے ہیں کہ سنٹرل ایشین ریپبلکس جو ہیں ان کا پاکستان کے ساتھ direct border نہیں ہے۔ اس میں ہمارے افغانستان درمیان میں آتا ہے اور جب تک ہم افغانستان میں peace نہیں آتا اس وقت یہ trade کرنا نا ممکن ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ افغانستان میں اس وقت security کیا issues ہیں اور وہاں پر war on terror چل رہی ہے اور اس کے ہوتے ہوئے ہم وہاں پر ریل یا روڈ نیٹ ورک کی بات کر ہی نہیں سکتے یہ ایک totally premature سی بات لگتی ہے۔ دوسری بات میم میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ جب گوادر پورٹ کی بات کرتے ہیں کہ ہم اس کے through trade کریں گے یا اس کے through revenue generate کریں گے اور اس طرح کی کچھ باتیں کرتے ہیں لیکن ہم اس کی pros and cons کی بات نہیں کرتے۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ اگر چائنا نے گوادر پورٹ کو reconstruct کیا ہے اور اس کے اوپر اتنا پیسہ خرچ کیا تو اس کے ساتھ direct ہمارا ایک بارڈر ہے ، ابھی تک تو ہم اسے utilize نہیں کر سکے کیوں کہ ہم سب جانتے ہیں کہ بلوچستان میں NFC کے problems ہیں ، سکیورٹی ایشور ہیں اور ایک موومنٹ چل رہی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ ہمیں فی الحال اس resolution کے اوپر اور کام کرنا چاہیے اور اس کے اوپر پہلے ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کیا چیزیں ہیں جس کے اوپر ہم بات کر سکتے ہیں، ہاں ٹھیک ہے ابھی فی الحال گوادر پورٹ میں اتنی capacity نہیں ہے کہ ہم اتنی ہائی لیول کی trade کر سکیں تو مہربانی کر کے اس پر تھوڑی سی روشنی ڈالی جائے۔شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب حسیب احسن صاحب۔

جناب حسیب احسن: شکریہ میڈم سپیکر۔ یہ بہت اچھا قدم ہے ، میں اسے appreciate کرتا ہوں اور اسے fully support کرتا ہوں۔ اس سے ایک تو یہ ہو گا کہ ہمارے بلوچی بھائیوں کو روزگار مہیا ہو گا۔ ان میں احساس محرومی کا خاتمہ ہو گا اور اس کی royalty سے بلوچستان کی development کے لیے کام کیا جائے گا۔ اگر دوسری طرف غور کیا جائے تو کراچی پورٹ کی وجہ سے کچھ سیاسی جماعتیں پورے ملک کو blackmail کرتی ہیں اور hijack کر لیتی ہیں ۔ اس طرح ہمیں

alternate کے طور پر بلوچستان پورٹ مہیا ہو گا تو حکومت پاکستان بغیر کسی پریشر کے، بغیر کسی دباؤ کے ٹریڈ کو بڑھا سکتی ہے۔ یہ بہت اچھا قدم ہے۔

میڈم سپیکر: جی جناب ملک ریحان صاحب۔

ملک ریحان : میں تبریز مری صاحب اور حنین قادری صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک resolution pertaining to my own constituency یہ لائے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ why not to make Gwadr capital of Pakistan. اگر ایک سال کے لیے اسے capital of Pakistan بنایا جائے تو میڈم سپیکر ! automatically change ادھر آ جائے گی اور revolutionary changes وہاں آ جائیں گی۔ ہم لوگوں نے پورٹ تو بنایا لیکن میڈم سپیکر! وہاں law and order کا مسئلہ بہت زیادہ ہے۔ وہاں پر ابھی تک سکولز نہیں ہیں، کالج نہیں ہے، ہسپتال نہیں ہے، یونیورسٹی نہیں ہے ، کچھ بھی نہیں ہے، انفراسٹرکچر نہیں ہے۔ گوادر سے کوئٹہ تک کوئی روڈ ہی نہیں ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے law and order کا مسئلہ حل کیا جائے، سکولز بنائے جائیں، یونیورسٹی بنائی جائے، ہسپتال بنایا جائے یہ سب کچھ بنے گا تو باہر کے لوگ یہاں آئیں گے۔ جب اسے کیپیٹل اسے بنائیں گے تو میڈم سپیکر ! Automatically changeآ جا گی اور پاکستان میں revolutionary change آ جائے گی۔ مہربانی کر کے ان چیزوں کو بھی consider کیا جائے۔ شکریہ۔

معزز ممبر : پوائنٹ آف آرڈر۔ کچھ important باتیں کی گئیں ہیں ان کی explanation کی ضرورت ہے۔

میڈم سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر آپ یہ کرنا چاہتے ہیں how is it possible? You can say not on a point of order.

معزز ممبر: یہاں پر یہ concern show کیا گیاتھا کہ یہاں پر جب دوسرے علاقوں سے گوادر سے لوگ آئیں گے تو یہاں کاوہ demographic change لے آئیں گے ۔ ہمارے ہاں یہ concept نہیں ہونا چاہیے کہ ہمیں ان سے ڈر جانا چاہیے کہ وہ آئیں گے تو یہ ہو جائے گا، ہمیں ایک legislation اس طرح کی کرنی چاہیے کہ وہ وہاں کے شہری نہ بن جائیں اور residency نہ اختیار کر لیں وہ وہاں پر جو ان کی house holdingsہوتی ہیں وہ نہ اختیار کر سکیں۔ بہت سی جگہ پر ایسے laws موجود ہیں کہ ان کو land holding سے domicile لینے

سے روکا جائے نہ کہ ان کو آنے سے اور ان technical چیزیں فراہم کرنے سے روکا جائے۔

معزز ممبر: پوائنٹ آف آڈر۔ میڈم سپیکر ! میں یہی کہہ رہا تھا کہ ان کو وہاں کا domicile issue نہ کیا جائے۔

Madam Speaker: It is not a point of order. Now I put the resolution to this House.

" This House is of the opinion that Pakistan should provide the transit trade facility to Central Asian Countries through Gwadr port which would enable Pakistan to generate revenues that are favourable for its economic progress. Urgent measures must be taken to establish the communication infrastructure including the road and railway network in order to attract investments from land locked central Asian countries and facilitate trade."

(The motion was carried)

Madam Speaker: Consequently, the resolution is adopted. Now Mr. Haseeb Ahsan and Mr. Jamal Naseer Jami would like to move the resolution. I would request Mr. Haseen Ahsan to kindly read out the resolution.

Mr. Muhammad Haseeb Ahsan: I beg to move that this House is of the opinion that the Media is strong pillar of the State and is a source of information for the citizen of Pakistan. We support an unbiased media and therefore suggest formation of new rules to address this issue.

محترمہ سپیکر صاحبہ! یہ ایک عجیب لیکن حقیقی داستان ہے کہ گھر کا چراغ ہی گھر کو جلا رہا ہے۔ ریاست کا چوتھا ستون ہی ریاست کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیسے اپنی ہی ریاست کا شیرازہ ان عوامل کی ہاتھوں بکھرتا ہوا دیکھوں۔ جو حقوق کے علمبردار تو بنتے ہیں لیکن یہ خود ان عناصر کے زیر اثر ہیں جو اس ملک کے لیے ناسور ہیں۔ میڈیا انتشار کا ذمہ دار ہے ۔ میڈیا اپنے فرائض دیانتداری سے انجام نہیں دے رہاہے۔ اس کا جھکاؤ کسی نہ کسی طاقت کی طرف ہوتا ہے جوکہ آزادی صحافت کے بالکل منافی ہے۔ اس کے برعکس اگر حکومت ان پر کچھ لاگو کرتی ہے، کچھ restrictions لگائی جاتی ہیں تو یہ آزادی صحافت علمبردار احتجاج کرتے ہیں ۔ یہ میڈیا ہی ہے جو پل میں کسی کو آسمان پر پہنچا دیتا ہے اور جس کو گرانا اس کو خصوصی reports, packages and special campaigns کے ذریعے اور پروگرام کے ذریعے ذلیل کیا جاتا

ہے۔ میڈیا بلیک میلنگ کا بہترین ذریعہ ہے۔ پولیس سب سے پیسے لیتی ہے لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ میڈیا واحد ایسی کمیونٹی ہے جو پولیس سے پیسے لیتا ہے ۔ اب یہ جانا جائے کہ سفید پردے میں چھپی کالی بھیڑیں کون ہیں۔ میں آزادی صحافت کے بالکل خلاف نہیں ہوں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ اس ریاست کا چوتھا ستون دیانتداری سے اپنے فرائض انجام دے ۔ میڈیا کی بہتری کے لیے بہترین قانون بنائے جائیں اور ان پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے۔ میڈیا دنیا کے لوگوں کے لیے آواز بلند کرتا ہے جب کہ اس کے سایے تلے اپنے ہی ملازمین کئی کئی مہینوں کی تنخواہوں سے محروم رہتے ہیں جس کی بہت سی مثالیں سامنے ہیں۔ لاہور پریس کلب اور کراچی پریس کلب میں channels کے خلاف protest کیا جاتا ہے ۔ یہ میڈیاہی ہے جو پیمرا کے قانون برائے سال 2002 کی شق 9کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس کی نشریات اور اشتہارات پیش کرتا ہے جسے ملک کے نوجوانوں میں روشن خیالی کے نام مختلف اقسام کی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ میڈیا نے ہی ایک عورت سے دوپٹہ چھین کر اس کو model بنا دیا ہے۔ میڈیا کو یہ تو معلوم ہے کہ وینا ملک اگلے دو سال تک شادی نہیں کریں گی لیکن یہ معلوم نہیں کہ گزشتہ دوسالوں میں سیلاب سے ملکی معیشت کو 639 ارب روپے کا نقصان ہوا ہے ۔ بے حسی کی انتہا دیکھیے ، ویسے تو میڈیا عوام کے حقوق کے لیے آواز بلند کرتا ہے لیکن جب ایک غریب شخص اپنے حقوق کے لیے پریس کلب پہنچتا ہے تو اس سے چھ ہزار روپے بیس منٹ کی پریس کانفرنس کے لیے لیے جاتے ہیں اور پھر اس کی آواز حق کو اخبارات ، چینل میں تقسیم نہیں کیا جاتا۔ میڈیا انتشار کا ذمہ دار ہے اس کی بہتری کے لیے نئے قوانین وضع کیے جائیں اور ان پر عمل در آمد کروایا جائے تاکہ ملک بہتری کی طرف گامزن ہو سکے ۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جی جناب جمال جامعی صاحب۔

جناب جمال نصیر جامعی : شکریہ میڈم سپیکر۔ جیسا کہ resolution کے علاوہ میرے دوست بہت کچھ بیان بھی کیا اور resolution میں ہم نے میڈیا کو strong pillar بتایا ہے جو کہ آج کے دور میں یقیناً بہت بنیادی طور پر حیثیت رکھتا ہے اور یہ ہر issue پر اثر انداز ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے آج کل judicial معاملات چل رہے ہیں اس پر میڈیا کا پریشر ایک اثر رکھتا ہے ۔ گورنمنٹ کے معاملات میں میڈیا کا بڑا pressure ہوتا ہے۔

اسی طرح میڈیا کا impact on youth کیا ہوتا ہے and its impact on each and every issue واضح ہوتا ہے ۔ یہ لوگوں کا perception develop کرنے میں میڈیا بہت اہم role ادا کرتا ہے۔ آج کے دور میں یہ سب سے largest medium of information, knowledge and اور لوگوں کے perception making کا ذریعہ ہے تو میڈیا کے حوالے سے جو rules and regulations ہیں ان کو re-visit کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ میڈیا کی political affiliations ہیں جس کی وجہ سے یہ bias ہے اور یہ ایک حقیقت ہے اور اسے تسلیم کیا جانا چاہیے۔ ہمیں ایک idea ہوتا ہے کہ فلاں میڈیا گروپ کس کو support کر رہا ہے اور اس کے پیچھے کیا مقاصد کار فرما ہیں۔ اس کے علاوہ میڈم سپیکر information committee جو ہمارے ہاں Standing Committee ہے اس کے ممبر کی حیثیت سے بھی میں یہاں پر بتانا چاہتا ہوں کہ ہم اس کے rules and regulations پر پہلے ہی working کر رہے ہیں ۔ اس میں ombudsman کا rule ہے ، اس کے علاوہ میڈیا اپنی funding show نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی منظر عام پر آنی چاہیے یعنی ان کے assets divulge ہونے چاہیں کیوں کہ پاکستان کے میڈیا میں ایک گروپ امیر ترین ہے اور پاکستان کے امیر ترین لوگوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے cyclostyle machine سے اخبار بیچنا شروع کی تھی اور آج وہ اس قدر امیر ترین ہوگئے ہیں اور ان کی funding کہاں سے ہو رہی ہے یہ سب دیکھنے والے عناصر ہیں۔ اس کے علاوہ میڈم صحافت پر میں تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہوں گا کہ صحافت جو ہے وہ لفظ صحیفے سے derived ہے اور صحافی کے معنی یہ ہیں کہ جو صحیفہ تحریر کرتا ہےاور صحیفے میں نہ تو تحریف ہو سکتی ہے نہ رائے دی جا سکتی ہے لیکن یہاں رائے بھی دی جاتی ہے اور تحریفات بھی کی جاتی ہیں۔ حکومت کے گرانے میں بھی کردار ادا کیا جاتا ہے اور بنانے میں بھی کردار ادا کیا جاتا ہے۔ مارشل لاء لگانے میں بھی کردار ادا کیا جاتا ہے ، ان کو گرانے میں بھی کردار ادا کیا جاتا ہے۔ ملک میں ایک آنکھ مچولی کا کھیل کافی عرصے سے جاری ہے ۔ میڈم سپیکر! میں یہاں پر ایک خاص بات کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ انفارمیشن کے ذرائع بہت زیادہ ہیں اور بہت پھیلے ہیں۔ پہلے ایک بات ہمارے علم میں نہیں ہوتی تھی لیکن اب breaking news اپنی PR بڑھانے کے لیے اس طرح سے دی جاتی ہیں کہ سماں باندھ دیا جاتا ہے کہ پشاور میں ایک جگہ

دھماکے کی آواز سنی گئی - اس کے بعد 34 افراد کے زخمی ہونے کی اطلاع اور آخر میں پتا چلتا ہے کہ ایک گیس سلنڈر کسی گھر میں پھٹا ہے۔ اس کے علاوہ میڈم ! لاء تو بہت سارے بنتے رہیں گے لیکن میڈیا ایک ایسا گروپ ہے جیسے کہ میرے دوست نے بھی کہا ہے کہ پولیس سے یہ پیسے لے لیتا ہے۔ میڈم! لاء کوئی حتمی چیز نہیں ہے، ethics کو follow کرنا چاہیے جیسے کہ British Constitution written form میں نہیں ہے۔ میڈیا اپنی ideological culture کو support کرے اور اس کے لیے خود ایسے اقدامات کرے اور voluntarily ایسی changes لائے تاکہ لوگ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ہمارے ہاں wage award کا مسئلہ ایک عرصے سے چل رہا ہے اور ایک طرف اپنے لوگوں کو حقوق نہیں دیے جاتے ، ایک طرف ایک صحافی کو 28 لاکھ روپے تنخواہ دی جا رہی ہے ، دوسری طرف جو technical staff ہے وہ خود کشیاں کر رہے ہیں۔ اس چیز کو ختم ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترمہ شہیرہ جلیل۔

محترمہ شہیرہ جلیل: شکریہ ۔

Here I would just quickly go through a couple clauses which have been designed and reposed by the Youth Ministry for information there in the initial policy drafter would nonetheless

چونکہ resolution میں legislation کی بات ہوئی ہے تو میں اس context میں mention کرتی ہوں۔

1. We reaffirm the right of freedom of expression as granted under Article 19 of the Constitution and reaffirm to the universal declaration of human rights.
2. We recognize the media's responsibility to respect citizens right to privacy in a broadcast.
3. The interest of the general public shall be the determining factor all times in interpreting and enforcing the provisions of the media code.
4. PEMRA must maintain the independence of editorial control over programme content.
5. The difference between opinions of Anchor persons in fact should be identified to the audience.
6. Broadcasters must ensure that no programme content propagates a call to arms against the

federation of the Islamic Republic of Pakistan's damages and integrity.

Thank you.

میڈم سپیکر: جناب اسامہ محمود صاحب۔

جناب اسامہ محمود: شکریہ محترمہ سپیکر۔ پہلے تو میں جو resolution movers ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن اس میں بڑی confuse سی language استعمال کی گئی ہے کہ میڈیا پر رولز بنائے جائیں۔ اس چیز کو neglect کیا گیا ہے کہ freedom of expression and freedom of access to information جو کہ میڈیا کی بنیاد ہے these are totally opposite to this. انہوں نے میڈیا پر بہت genuine باتیں کی ہیں لیکن not related to this resolution. یہ کہتی ہے کہ new rules بنائے جائیں۔ اگر پیمرا کو پڑھیں اور میڈیا ethics کی بات کریں these are totally different, media ethics journalists اور عوام decide کرتی ہے جب کہ rules گورنمنٹ decide کرتی ہے اور legislation decide کرتی ہے۔ اگر رولز بنتے ہیں تو freedom of expression کے خلاف اسے consider کیا جاتا ہے یہ ایک انٹرنیشنل جرنلسٹ phenomena ہے۔ کسی بھی citizen کا یہ right of freedom of expression fundamental right ہے ، یہ اس کے حلقے میں نہیں آتی۔ میڈیا کو کافی جگہوں پر غلط interpret کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں اس resolution میں media ethics کی بات کرنی چاہیے اور یہ پاکستان میں defined ہو نے چاہییں۔ میں تھوڑی سی ماضی پر روشنی ڈال دیتا ہوں کہ 1972 میں اسی context میں کمیٹی define کی گئی تھی اور پاکستان کی گورنمنٹ اور جرنلسٹس اس پر بیٹھے تھے ۔ اس میں media ethics define کیے گئے تھے کہ پاکستان میں میڈیا کو کیسے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے by ethics but not the rules. میڈیا ethics اور rules میں کافی فرق ہوتا ہے۔ میڈیا کے ذریعے ethics implement کیے جاتے ہیں by the mutual understanding of the journalists but not by the force لیکن rules کو by force enforce کیا جاتا ہے۔ اس resolution کے contents اچھے ہیں لیکن totally ambiguous ہیں اور non relevant ہیں۔ اگر آپ رولز بناتے ہیں تو میں تھوڑی سی ہسٹی بھی اپنے دوستوں کو بتا دیتا ہوں کہ آج پاکستان میں جو کچھ بھی ہم لوگوں کو awareness ہے that is due to media. اس کے بغیر possible نہیں ہے۔ آج ہم لوگ ادھر بیٹھے ہیں اور یہ ایک evolutionary process ہے

اور میڈیا کی عمر صرف آٹھ سال ہے۔ 2002 میں میڈیا آزاد ہوا ۔ 1964 میں پی ٹی وی بنا تو وہی باتیں نشر کی جاتی تھیں تو گورنمنٹ کہتی تھی ، میڈیا رولز کی وجہ سے اس کی ماضی کی اپنی history ہے کہ 1971 کی جنگ ہم ہار رہے تھے اور ریڈیو پاکستان کہہ رہا تھا کہ ہم لوگ جیت رہے ہیں۔ یہ گورنمنٹ کے رولز تھے جن کا یہ result تھا کہ لوگوں کو غلط انفارمیشن دی جاتی ہے تو this is not the way بلکہ اس resolution کو میں سمجھتا ہوں کہ correct کرنا چاہیےکہ میڈیا ethics define کرنے چاہییں not the rules. اور جس طرح سے شعیرہ نے بات کی کہ انہوں نے کِچھ رولز بنائے ہیں اور amendments proposed کی ہیں تو اگر پیمرا کو پڑھیں اور میڈیا ethics کو define کریں تو بہتر ہو گا۔ یہ international phenomena ہے اور international journalists یہ کہتے ہیں کہ کوئی بھی حکومت یہ impose نہیں کر سکتی اور اس قسم کے words use کیے جاتے ہیں کہ it is in the national interest and national sovereignty. کیونکہ گورنمنٹ کو خود بھی پتا ہوتا ہے کس طرح سے لوگوں کیا بتانا ہے اور کیا نہیں بتانا۔ یہ لوگوں کی demand ہوتی ہےin context to access the information.

میڈم سپیکر : شکریہ، شکریہ۔ جی جناب نعمان نیر صاحب۔

جناب نعمان نیر: شکریہ میم۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے میں نے گزارش کی تھی کہ میرا نام مت لکھنا لیکن میرا خیال ہے انہوں نے لکھ لیا ہے۔

میڈم سپیکر: کوئی بات نہیں بیٹھ جایے۔ جی مسٹر حسیب۔

جناب حسیب : میں اپنی turn میں short of time کی وجہ سے کچھ rules and policies تھیں وہ بیان نہیں کر پایا تھا تو میں اس کو انفارمیشن کمیٹی کو ریفر کروں گا تاکہ یہ چیزیں وہاں پر discuss کر لی جائیں۔

میڈم سپیکر: جی محترمہ سیپ اختر صاحبہ۔

محترمہ سیپ اختر: شکریہ میڈم سپیکر ۔ میں بالکل اس پر agree کرتی ہوں کہ رولز ہونے چاہییں اور ایک رول یہ ہونا چاہیے کہ جو news channels پر shows آتے ہیں اور لوگوں کے sentiments کو exploit کرتے ہیں ، suicide bomb کے بعد رپورٹرز گھر کو جاتے اور ٹوٹے ہوئے گھر پر focus کرتے ہیں ، پیچھے sad music چلاتے ہیں اور ان کے ماں باپ سے پوچھتے ہیں ، آپ کا بیٹا کل مر گیا،آپ کو

کیا feel ہو رہا ہے۔ ایسے غصہ دینے والے جو سوال پوچھے جاتے ہیں -

معزز ممبر: میڈم سپیکر ! یہ رولز نہیں ہیں یہ ethics ہیں اور rules اور ethics بہت فرق ہوتا ہے۔ ان کو confuse نہ کیا جائے۔

میڈم سپیکر: ٹھیک ہے -

محترمہ سیٹ اختر: نہیں رولز یہ ہونے چاہییں کہ وہ ban ہو جانے چاہییں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب سراج میمین صاحب۔

Mr. Siraj Memon: Thank you Madam Speaker. My views have been presented by Osama Mehmud.

Madam Speaker: Thank you. Yes, Leader of the Opposition.

جناب فہد مظہر علی: میڈیا کی تاریخ جو dictatorship کے ناتے رہی ہے اس طرح کی شاید آزادی نہ ہو جس طرح کہ ویسٹ میں ان کو دی جاتی ہے اور ہم تو کہہ رہےہیں اور text میں بھی یہ ہے کہ میڈیا ایک strong pillar ہے۔ ہم اس چیزکو کیوں بھول جاتے ہیں کہ میڈیا کو آزاد ہونا چاہیے لیکن ان کو پاکستان کی cost پر تو آزاد نہیں کیا جا سکتا۔ ہم آزادی کی بات کرتے ہیں لیکن جب ہماری سٹیٹ ہے، territory ہے ، ہماری sovereignty ہے اور ہمارا آئین in place ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ Government is there firstly to establish its writ اور دوسرا شہریوں کو protection دینا۔ شاید protection سے ہم مراد یہ لیتے ہیں کہ پولیس بندوق لے کر کھڑی ہو جائے گی اور اپنی check post کو establish کر لے گی اور اس طرح کی چیزیں لیکن اس کے psychological impacts بھی ہوتے ہیں - مسخ شدہ لاشیں بھی ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ atrocities ہوئی ہیں - میں مانتا ہوں سیالکوٹ میں ایک issue تھا جس نے human rights کے حوالے سے بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے image کو tarnishکیا ہے اور ہم اس بات سے متفق ہیں لیکن اس کو صبح آٹھ بجے سے لے کر رات کے نو بجے، دس بجے تک لے کر جانا یہ مجھے بتائیں کہ یہ کہاں کی آزادی ہے۔ ہم تو اس پر بات کرتے ہیں - ابھی بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہر روز سیاستدان آپس میں ایک دوسرے کا گلہ پکڑ کر بیٹھے ہوتے ہیں جسے media trial کہا جاتا ہے۔ میڈیا ٹرائل میں اور بھی مختلف stakeholders ہیں ان کو بھی on board لیا جا سکتےہے۔ سیاست دان یا اس طرح کے لوگ اپنی دکان چمکانے کے لیے اگر

میڈیا اپنا role play کرتا ہے تو ہم تو اس کی support نہیں کریں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو ٹی وی چینلز ہوتے ہیں ان کی counting اگر آپ determine کریں ، ہم سے پہلے جو اس طرح liberalize کیا گیا ہے اور اسے privatize کیا گیا ہے ، سٹیٹ نے اپنے کنٹرول سے ، اس کی مثال ہمیں ساؤتھ ایشیا میں انڈیا سے ملتی ہے تو اگر آپ انڈیا میں بھی دیکھیں ، وہ پر جو channels ہیں ، پاکستان میں چینلز بنتے ہیں اور ان کو indiscriminately license دیے جاتے ہیں صرف اور صرف News channels کے - پاکستان میں کوئی اس طرح کے چینلز ہوں گے کیا اس میں entertainment نہیں ہے ؟ کیا چوبیس گھنٹے لوگ ڈمی بن کر دیکھ رہے ہیں کہ کیپیٹل سے کیا صدا چل رہی ہے۔ کامران خان آج کسی سے کیا کہنے والے ہیں۔

میڈم سپیکر: اس طرح آپ بولنا نہ شروع کیا کریں جب تک میں اجازت نہیں دیتی۔

An Honourable Member: I just wanted to let my colleague know

کہ پاکستان میں entertainment کے بھی کوئی بیس چینلز ہیں۔

Madam Speaker: This is no point of order.

جناب فہد مظہر علی: میڈم ! اس زمرے میں بھی کوئی رولز اور ریگولیشنز بتائیں جائیں ایک بار لگا دی جائے - اگر بار نہ بھی ہو لیکن certain parameters ہوں جن کو fulfill کیا جائے اور اس کے بعد license دیے جائیں۔ نیوز چینلز کے اوپر خاص طور پر یہ کہ ان کے different groups ہیں ان کی publication printed media میں بھی چل رہی ہے، وہ electronic media میں بھی وہ آئے ہوئے ہیں - ان چیزوں کو بھی تھوڑا سا regulateکیا جائے - شکریہ۔

معزز ممبر: پوائنٹ آف آرڈر۔ میڈم! کوئی بھی چینل جب رجسٹرڈ ہوتا ہے اس کے لیے already PEMRA میں کوئی رجسٹرڈ لائنس ہیں ، پوری ریگولیشن ہوتی ہے، اس کی funding کیسے ہو گی، technical staff کیسے ہو گا، کہاں پر آفس ہوں گےوہ ساری regulation کی جاتی ہیں۔ اگر اس میں کوئی change کرنی ہے تو پھر جو Standing Committee on Information ہے اس سے گزارش ہے کہ وہ اس پر کام کریں۔

میڈم سپیکر: جناب پرائم منسٹر صاحب اس resolution میں کافی ambiguity ہے تو اکر ہم اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر کر دیں تو پھر آپ کا کیا خیال ہے؟

جناب محمد ہاشم عظیم: شکریہ سپیکر صاحبہ۔ میں اس میں یہ highlight کرنا چاہوں گا کہ obviously we support unbiased media. میڈیا کو بالکل bias نہیں ہونا چاہیے۔ میڈیا کو positive, negative pros and cons دونوں aspects کو cover کرنا چاہیے۔ آگے جہاں بات new rules کی آتی ہے تو ethics میں جن ambiguities کی آپ بات کر رہی ہیں تو اگر یہ obviously Standing Committee on Information میں چلا جائے اور reform ہو کر آجائے تو بہتر ہو گا۔

Madam Speaker: So, this resolution is referred to the Standing Committee on Information. Now Mr. Najeeb Abid Baloch, Chairman Special Committee on Balochistan would like to present the Committee's report on bullet riddled bodies and missing persons in Balochistan.

جناب نجیب عابد بلوچ: جو رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جاتی ہے اس کی کاپی سب کے سامنے ہونی چاہیے اس لیے پہلے آپ اس ایشو کو clear کریں پھر میں آگے continue کروں گا۔

میڈم سپیکر: یہ رپورٹ کسی کے پاس نہیں ہے تو آپ کی رپورٹ کی جو findings ہیں وہ آپ بتا دیں اور جو رپورٹ ہے that will be distributed.

جناب نجیب عابد بلوچ: میڈم سپیکر! یہ کتنی non serious بات ہے کہ بلوچستان کمیٹی اتنی محنت سے کام کر رہی ہے اور پھر ہم رپورٹ کو ہاؤس میں پیش نہ کریں تو پھر ہم کس سے گلہ کریں۔

Madam Speaker: You are presenting it and we are not saying that that will not be distributed.

جناب نجیب عابد بلوچ: میں میڈم سپیکر ! اس ہاؤس کے سامنے یہ تیس pages کی رپورٹ کیسے پیش کروں۔ صرف recommendations پیش کروں، ہم نے اتنا سارا کام کیا ہے۔ میم this is not the way. بلوچستان والوں کو آپ لوگ corner کر رہے ہیں۔

Madam Speaker: Nobody is cornering you.

اگر ایسا ہوتا تو کمیٹی نہ بنتی۔

Mr. Najeeb Abid Baloch: I have serious reservations on this.

کہ ہم نے سب سے پہلے business regarding bullet riddled bodies and missing persons پھر آپ نے گندم کا پہلے دن رکھا ہے اور ہمیں آخری دن پر جا کر پھینک دیا ہے یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ طریقہ نہیں ہے سیکرٹریٹ کے لیے ہمیں بہت reservations ہیں ان کو ہماری جتنی بھی findings ہیں ان کو collect کر کے ایوان میں رکھنی چاہییں۔

میڈم سپیکر: اس کو ہم ابھی defer کر دیتے ہیں۔

جناب نجیب عابد بلوچ: میڈم سپیکر ! یہ ہے کہ میں اس پر تھوڑی سی بات کر لیتا ہوں اور زیادہ نہیں۔ پرائم منسٹر صاحب سے اور جناب شاہ صاحب سے میرا گلہ ہے کہ انہوں نے بلوچستان پر کافی non seriousness show کی ہے ۔ میں نے ان سے بات کی تھی کہ business advisory committee میں بلوچستان کے مسئلے کو preference دی جائے۔ اگر اگلے سیشن میں ہمیں preference نہیں دی جائے گی تو پھر میرا خیال ہے کہ مجھے اپنی resignation submit کرنی چاہیے کیوں کہ it is not the way کہ اگر بلوچستان کے اتنے serious issue کو اتنا corner کیا جا رہا ہے، ہمارے وہاں پر دوست مر رہے ہیں ، آپ لوگ یہاں پر اپنی گندم کی باتیں کریں گے تو ہمیں آخر میں صرف دو منٹ دو گے تو this is not the way. اس رپورٹ کو بناتے ہوئے مجھے ہتھکڑیاں پہننی پڑیں ، مجھے وہاں پر ڈنڈے کھانے پڑے لیکن آج اتنی non seriousness کہ ہمیں کہا جا رہا ہے کہ آخر میں صرف آپ پانچ منٹ بولیں اور باقی بلوچستان کمیٹی کا کوئی ممبر نہ بولے۔ میڈم سپیکر! یہ بلوچستان کے ساتھ ظلم نہیں ہے تو یہ کیا ہے۔ میں جب پہلے اس ہاؤس میں آیا ہوں تو مجھے کچھ امید تھی کہ میرے یہاں دوست بیٹھے ہیں، جوان بیٹھے ہیں میں ان کو قائل کر سکوں گا تاکہ وہ بلوچستان کے بارے میں ایک اچھی picture سوچیں۔بلوچستان کی development کے بارے میں سوچیں لیکن آج مجھے احساس ہو رہا ہےکہ کوئی بھی اس معاملے میں نہیں سوچ رہا۔صرف اور صرف یہ ہے کہ پہلے دن ہم نے speeches کرنی ہیں اور پرائم منسٹر شپ کے لیے ووٹ لینا ہے اور اپوزیشن لیڈر کے لیے ووٹ لینا ہےتاکہ لوگ ہمیں ووٹ دیں بعد میں بلوچستان کا مسئلہ جہاں بھی جائے پہاڑ میں جائے۔ یہ issue نہیں ہے اور میں اس کو کبھی تسلیم نہیں کروں گا۔ مجھے آج وزیر اعظم سے اور شاہ صاحب سے assurance چاہیے کہ next session میں بلوچستان کا مسئلہ اور بلوچستان کی کمیٹی کی جتنی

بھی findings ہیں وہ پہلے دن ہوں گی otherwise I am going to submit my resignation. That is all.

میڈم سپیکر: جی وزیر اعظم صاحب۔

جناب محمد ہاشم عظیم: شکریہ سپیکر صاحبہ۔ میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں جس طرح باقی صوبوں سے محبت اور پیار ہے اسی طرح بلوچستان سے ہے۔ پہلے سیشن میں بلوچستان کا مسئلہ کافی تفصیل سے discuss ہوا اور اس کےبعد نجیب بھائی اور جو بلوچستان کی سپیشل کمیٹی ہے انہوں نے واقعی بہت زیادہ محنت کی اور بہت زیادہ recommendations بنائیں اور میں سیکرٹریٹ کو propose and request کروں گا کہ اگلے سیشن میں ان کی first recommendations اور جو یہ reforms لانا چاہ رہے ہیں اس کی reports first day پر properly accept کی جائیں۔

Mr. Najeeb Abid Baloch: It is not an assurance. I need complete assurance.

Madam Speaker: He said it, has his words, you should test him. I told you that report will be distributed. Now I read out the prorogation order:-

"In exercise of the powers conferred upon me I hereby prorogue the second session of youth of Youth Parliament of Pakistan after the conclusion of its business held on Friday April 20, 2012."

[Then the House was prorogued sine die]